اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ

رجسٹرڈ ایل

AL FAZL QADIAN

الفضل قادیان

اخبار

تار کا پتہ
"الفضل"
قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

فی پرچہ

مورخہ ۶ نومبر ۱۹۲۸ء یوم سہ شنبہ مطابق ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۷ھ

نمبر ۳۷ جلد ۱۶

قیمت پیشگی سالانہ ... ششماہی ... سہ ماہی ... منی آرڈر ... الفضل ... [illegible]

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ کے گھٹنے کا زخم کل قریباً مندمل ہو چکا تھا۔ لیکن نماز جمعہ کے لئے تشریف لے جانے اور خطبہ ارشاد فرمانے کے باعث تکلیف پھر بڑھ گئی۔ اور آج ۳ نومبر حضور نمازوں کے لئے تشریف نہیں لا سکے ٭

نہایت رنج اور افسوس سے لکھا جاتا ہے۔ کہ خانصاحب منشی فرزند علی صاحب مبلغ انگلستان کے والد ماجد مولوی عمر الدین صاحب ۱۰ اکتوبر وفات پا گئے۔ اس سے چند ہی روز قبل خانصاحب موصوف کی والدہ محترمہ کی وفات کی خبر شائع ہو چکی ہے۔ ہمیں اس صدمہ جانکاہ میں خانصاحب موصوف اور آپ کے تمام خاندان سے گہری ہمدردی ہے۔ مرحوم مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے۔ نیز رسالدار خدا داد خاں صاحب بلوچ جو کہ ایک مخلص احمدی تھے۔ یکم نومبر عارف والہ ضلع منٹگمری میں وفات پا گئے مرحوم کی لاش بذریعہ موٹر دارالامان لائی گئی حضرت خلیفۃ المسیح نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مرحوم مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے ٭

مسلمانوں کو ایک نہایت ضروری مشورہ

اس بات کی سخت ضرورت ہے۔ کہ ہر شہر اور قصبہ میں جلسے کر کے یہ ریزولیوشن پاس کئے جائیں۔ کہ نہرو کمیٹی کی رپورٹ سے ہم متفق نہیں ہیں۔ اور ان جلسوں کی رپورٹوں کو گورنمنٹ کے پاس بھی بھیجا جائے۔ کیونکہ تعاون یا عدم تعاون کے سوال سے قطع نظر کرتے ہوئے ہم اس کا انکار نہیں کر سکتے۔ کہ نہرو کمیٹی گورنمنٹ کے حلقوں میں ایک خاص جنبش پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ اور اگر مسلمانوں نے ایک پُر اثر اور پُر زور آواز نہ اٹھائی تو یقیناً گورنمنٹ بھی اور دوسرے لوگ بھی یہی خیال کرینگے۔ کہ مسلمان اس رائے سے متفق ہیں اور اگر اس غلط خیال کے ماتحت آئندہ نظام حکومت میں بعض ایسی تبدیلیاں کر دی گئیں جو مسلمانوں کے خلاف ہوں تو یقیناً جاری شدہ قوانین میں تبدیلی مشکل ہو جائیگی۔ اور سٹیٹس کا پرانا مسلہ مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کی راہ میں روک بن جائیگا

آپ کے نزدیک تصویری زبان کا ایک پر معرفت اور پُر حکمت مسئلہ ہو سکتا ہے۔ کم از کم یہ کہ منارہ کے لغوی مفہوم کے مطابق اس کی تاویل کی گنجائش نکلے۔ یعنی جائے نور اور نور کا مقام اور کسی جگہ کا محلّ نور ہونا مکین کے صاحب نور ہونے کے طفیل ہوتا ہے۔ پس اس حقیقت کے انکشاف کے بعد قادیان کا منارۃ المسیح کیونکر قابل اعتراض ٹھہرا

اب ایک طرف آفتاب علم کے لفظ پر نظر رکھیں۔ اور دوسری طرف منارۃ البیضاء کے مفہوم پر جو محلّ نور اور مقام ضیا پاشی کو مستلزم ہے۔ تو آپ کو سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ منارۃ المسیح کے لزوم کا مدعا بھی معلوم ہو جائے گا۔ ہاں اس کے ساتھ حضرت ممدوح کے ذیل کے منظوم کلام کو بھی ایک بار پڑھ لینا۔ ؎

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند
مے درخشم چوں قمر تابم چو قرص آفتاب
کور چشمانیکہ در انکارہا افتادہ اند
آسمان بارد نشاں الوقت مے گوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند
صادقم و از طرف مولےٰ بانشانہا آمدم
صد در علم و ہُدےٰ بر روئے من بکشادہ اند
بشنوید اے طالبان کز غیب بکنند ایں ندا
مصلحے بائد کہ در ہر جا مفاسد زادہ اند

کیا یہ کلام منظوم اسی حقیقت کو آشکار نہیں کر رہا۔ جو آپ کے نکاہات کے ابتدائی فقرات سے ظاہر ہو رہی ہے؟

آپ کے پہلے اعتراض کے فقرہ ملا کے جواب میں واضح ہو۔ کہ جب آپ نے نقلی اور بناوٹی صوفیہ اور مشائخ طلب زر کرنے والے قرار دے کر ایسے لوگ محض دھوکہ کی راہ سے ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلنے والے ہیں۔ تو اس کے بالمقابل آفتاب علم کی ضیا پاشی جو جہالت کی تاریکی کو دور کرنے والی ہے۔ اس کا یہ فائدہ بھی تو ہونا چاہیئے۔ کہ لوگوں کو زر و سیم کے مصارف کا علم اور موقع بتلائے۔ سو اس سے زیادہ اور کونسا عمل اور موقع ہو سکتا۔ کہ انسان کا روپیہ پیسہ اللہ کی راہ میں (اعلاء کلمۃ اللہ کی غرض سے صرف صحیح ہو۔ اور پھر اس سے زیادہ خوش قسمتی کا اور کونسا موقع ہو سکتا ہے۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام کی فرمودہ ہدایت کے ماتحت صرف ہو۔

حضرت سرور کائنات صلعم کے مبعوث ہونے کے وقت جہاں متولیان کعبہ اور دوسرے مذاہب والے جنت کے ٹھیکیدار بن کر لوگوں کے مال و زر کو لوٹتے تھے۔ کیا اس وقت آنحضرت صلعم کے متبعین کا آنحضور کی ہدایت کے ماتحت اسلام کے دشمنوں کے بالمقابل مال و جان کا قربان کرنا اور جنگ تبوک کے موقع پر صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کا اس قدر قربانی کا نمونہ دکھانا کہ جن کا ذکر خیر اب تک ہمارے مُلّانے لوگ وصولی چندہ کے موقعہ پر ترغیب و تحریص کے طور پر سنا سنا کر اپنی جیبوں کو بھرتے ہیں۔ کیا ایسی قربانیاں اپنی حقیقت کے لحاظ سے دشمنان اسلام کے چندوں پر قیاس کی جانے کی مستحق ہیں۔ مجھے وثوق اور اعتماد کلی ہے۔ کہ آپ ان دونوں قسم کے چندوں اور دونوں قسم کی قربانیوں کو بوجہ مختلف معرفت اور مختلف محل صرف کے برابر نہیں قرار دیں گے۔ تو اس کی وجہ صرف یہی ہو گی۔ کہ آپ حق کے معرفت کو باطل کے معرفت کا مغائر بتائیں گے۔ پس یہی وجہ یہاں موجود ہے۔ کہ اگر دمشق کا منارہ یا مساجد کے منارے لوگوں کے چندوں سے بنتے ہیں۔ اور چندوں کی وصولی پر غرباء اور مساکین کے جیبوں دھیلوں کو بھی نہیں چھوڑا جاتا۔ اور اگر کوئی غریب ان مصارف محمودہ کے لئے اپنی جائداد کو بیچکر بھی چندہ پیش کرے۔ تو اس کے اس فعل کو جب قابل تحسین سمجھکر اس کا بار بار ذکر کیا جاتا ہے۔ تا اس کی اس قربانی کا پاک نمونہ دوسرے لوگوں کے لئے باعث ترغیب ہو سکے۔ تو سلسلہ احمدیہ کہ جس کا مغز اور اصل مقصد اعلاء کلمۃ اللہ ہی ہے۔ اس کے کسی کام کے لئے خواہ وہ منارۃ المسیح کی تعمیر کا کام ہو۔ خواہ کوئی اور اس کے لئے چندہ دینے والوں کی رقم چندہ بایں معنے کیسے قابل اعتراض ٹھہر سکتی ہے؟

اور آپ کے اعتراض کی جز جو تیسرے نمبر میں پیش کی گئی ہے۔ یعنی یہ کہ "مرزا صاحب کے ادعائے مسیحیت و نبوت سے پہلے اس منارہ کی تکمیل ہونی چاہیئے تھی۔ نہ کہ ان کی وفات کے بعد"۔ اس کے جواب میں واضح ہو۔ کہ منارۃ المسیح کی تعمیر کے لئے سنگ بنیاد رکھنا اور اس کے ابتدائی حصہ کو کسی قدر اوپر اٹھانا اور اونچا کرنا یہ کام تو خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے وقت اور آپ کی ہدایت کے ماتحت اور آپ کے سامنے وقوع میں آیا تھا۔ اور تکمیل اب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے دور خلافت میں ہو گئی۔ جو نہ شرعاً قابل اعتراض ہے نہ عقلاً۔ ہاں اگر آپ اعتراض کو شرعی اور عقلی دلائل کی بناء پر قول موجّہ کے طور پر پیش کرتے تو پھر جواب میں ان سب امور کو ملحوظ رکھ لیا جاتا۔ لیکن موجودہ صورت اعتراض تو آپ کے ذاتی خیال کی بنا پر ہے۔ جو آپ کے خیال تک ہی محدود ہے۔ ؎ و الناس فیما یعشقون مذاہب ؎ خیال اپنا اپنا پسند اپنی اپنی

اور منارہ کا مفہوم جو اپنی حقیقت کے لحاظ سے تصویری زبان کا ایک پر حکمت نشان ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود سے پہلے دمشق کے منارہ کی تاویلی حقیقت کو ایک مخفی اشارہ کے طور پر اپنے اندر لئے ہوئے تھا۔ جو اپنی حقیقت کے لحاظ سے تقدم تاخر سے بے نیاز ہے۔ اور قادیان کے منارۃ المسیح نے اسی کی حقیقت کا انکشاف کر دیا۔ جو مسیح موعود علیہ السلام کے وجود اور ظہور سے نہایت ہی موزوں اور مناسب معلوم ہوتی ہے؟

پھر آپ کے اس خیال کی تردید اور ہماری تائید میں بیت المقدس کی تعمیر کا مسئلہ کافی جواب ہو سکتا ہے۔ جو حضرت داؤد علیہ السلام کے وقت شروع ہو کر حضرت سلیمان ابن داؤد کے وقت مکمل ہوا؟

ضرورت

ایک پنجاب کے ہائی سکول کے لئے ٹیچر کی جو بی۔ اے بی۔ ٹی۔ یا بی۔ اے۔ ایس۔ اے۔ وی۔ یا بی۔ اے جے۔ اے۔ وی پاس ہو۔ تنخواہ ایک سو دس روپیہ ماہوار شروع ہو گی۔ حاجتمند بہت جلد اپنی اپنی درخواست معہ نقول اسناد۔ و سارٹیفکیٹ متعلق احمدیت۔ سیکرٹری امور عامہ یا امیر جماعت مقامی دفتر امور عامہ قادیان میں بھیجدیں۔ درخواست ۷ر نومبر تک پہنچ جانی چاہیئے۔ ناظر امور عامہ قادیان

نئی چٹیں

الفضل کے خریداروں کے پتے نئے چھاپے گئے ہیں۔ چنانچہ اس الفضل پر یہی چٹیں لگائی گئی ہیں۔ مہربانی فرما کر ہر خریدار الفضل اپنا اپنا پتہ ایک دفعہ پڑھ لے۔ اگر کوئی غلطی (کمی بیشی) ہو۔ تو مطلع فرمائیں۔ اگر کسی صاحب کو اخبار نہ ملا ہو۔ تو بھی اطلاع دی جائے۔ واضح ہو۔ کہ ۸۳۵ اخبار کا نمبر ہے یہ خریداری نمبر نہیں ہوتا۔ خط و کتابت میں اس نمبر کا حوالہ دینا چاہیئے۔ جو ہر خریدار کے نام سے پہلے لکھا ہوتا ہے؟

منیجر الفضل قادیان

نہرو رپورٹ کے خلاف جلسہ

مسلمانان وڈالہ بانگر کے ایک خاص جلسہ منعقدہ ۲۶ر اکتوبر ۱۹۲۸ء میں حسب ذیل ریزولیوشنز بالاتفاق رائے پاس ہوئے

۱۔ مسلمانان وڈالہ بانگر کا یہ جلسہ نہرو کمیٹی کی ترکیب اور نہرو رپورٹ کے مضمون کے خلاف بدیں وجہ صدائے احتجاج بلند کرتا ہے۔ کہ وہ مسلم مفاد کے سراسر خلاف ہے؟

۲۔ ہندوستان کو جو بھی حقوق عطا کئے جائیں ان میں مسلم مفاد کا بالخصوص خیال رکھا جائے؟

۳۔ مندرجہ بالا ریزولیوشنز کی نقول سائمن کمیشن۔ مسلم انجمنہائے مسلم لیگ لاہور۔ مسلم لیگ کلکتہ اور پریس کو بھیجی جائیں؟

نادر موقعہ

ایک صاحب جو احمدی نہیں۔ یہ اقرار کرتے ہیں۔ کہ اگر چار دوکاندار ان ایسے مل جائیں۔ جو دیانتدار اور محنتی ہوں۔ اور قرضہ اُن کے ذمہ نہ ہو۔ تو یہ انہیں سرمایہ (راس) دوکان دیں گے۔ دوکانات علاقہ نیلی بار میں کھلادی جائیں گی۔ دوکاندار کا دوکان میں بلحاظ کارکردگی حصہ نصف یا تہائی رکھا جائے گا۔

لہٰذا

ہمارے ایسے احمدی دوست جو دوکانداری کے کام سے واقف ہوں۔ دیانتدار اور محنتی ہوں۔ اور وہ مقروض بھی نہ ہوں۔ نئی آبادی میں دوکان کرنا چاہیں۔ دفتر امور عامہ سے خط و کتابت کریں۔ اس علاقہ میں تجارت اچھی چل سکتی ہے۔ لیکن محنت شرط ہے۔ جو صاحب یہاں پر جانا چاہیں۔ وہ اپنی اپنی درخواست معہ تصدیق اوصاف متذکرہ بالا سیکرٹری امور عامہ یا امیر جماعت مقامی سے کرا کر بھیجدیں۔ ۲۸ر نومبر ۱۹۲۸ء تک درخواستیں پہنچ جانی چاہئیں؟

ناظر امور عامہ قادیان

مکرمی! السّلام علیکم

بتقاضائے وقت اور حالات حاضرہ نے آپ پر بخوبی روشن کردیا ہے۔ کہ معاونت اور رواداری قومی باہمی کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ اس لئے جب تک ان اصولوں کو رواج دیکر سلسلہ میں وسیع نہ کیا جائے گا۔ تب تک یہ ترقی ملتوی رہیگی۔ آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانی ضروری معلوم ہوتی ہے۔ کہ جناب اس رشتہ اتحاد کی خاطر راقم الحروف سے کو اپریشن کرکے قومی بنیاد کے مستحکم کرنے کے لئے قدم اٹھائیں۔ اور اگر آپ کی طاقت اور بس کی بات ہو تو خاکسار سے مندرجہ اشیاء کی پرائس لسٹ میں سے کسی چیز کی فرمائش بھیجیں۔ یا بھجوائیں۔ اور اگر ان اشیاء سے تعلق نہ رکھتے ہوں۔ تو آپ اپنے حلقہ اثر میں سفارش کریں اور ان دوستوں کے نام ارسال فرمائیں۔ جو آپ کے گرد و پیش ان چیزوں کی تجارت کرتے ہوں۔ یا آرڈر دینے کے مجاز ہوں۔ مثلاً ہیڈ ماسٹر سکول۔ ہیڈ کلرک پلٹن اور فوجی آفیسر وغیرہ مال از قسم سپورٹس جو سکولوں اور پلٹنوں میں خرچ ہوتا ہے اور سامان بینڈ ڈرم اور فلیوٹ وغیرہ اور سامان بیگ پائپ وغیرہ بکفایت عمدہ تسلی بخش اور نہایت اعلیٰ ارسال ہوگا۔ پرائس لسٹ منگا لیجئے ٭

نظام اینڈ کو شہر سیالکوٹ

حبّ اٹھرا
کا نام
محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب مقبول و مشہور ہیں۔ اور ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ) شروع حمل سے اخیر رضاعت تک تقریباً نو تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ ایک دفعہ منگانے پر فی تولہ ایک روپیہ (عہ) لیا جائیگا ٭

پتہ

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

ناظرین الفضل کیلئے خاص رعایت

اہل جرمن کی حیرت انگیز ایجاد

تین روپے کی بجائے ڈیڑھ روپیہ

جرمن گولڈ کی نہایت خوبصورت نفیس اور نازک ٹھوس چوڑیاں بندے اور گلو بند اور چندن ہار ابھی ابھی تیار ہو کر آئے ہیں۔ یہ اس قدر نفیس و دلفریب ہیں۔ کہ صرف دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں مستورات کے لئے بہترین تحفے ہیں۔ ایک روپیہ میں پانچ روپیہ کا کام نکل سکتا ہے۔ کوئی تجربہ کار سے تجربہ کار شخص مثلاً زرگر صراف جوہری لوگ بھی شناخت نہیں کر سکتے۔ اگر خالص سونے کے زیوروں میں ان کو ملا دیا جائے۔ تو کوئی الگ نہیں کر سکتا معزز بیگمات نے اس کو پسند کیا ہے۔ چاندنی میں وہ بہار دکھاتی ہیں کہ ہاتھوں میں نور برستا ہے۔ آپ بھی اپنی خاتون کو محروم نہ رکھئے۔ قیمت چوڑی فی سٹ عہ بندے فی جوڑا للعہ چندن ہار فی عدد للعہ گلو بند فی عدد سے محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ پتہ:۔ نظیر برادرس چوڑی فروش بازار ملتیا محل دہلی

اس وقت قلمیں منگا کر نصب کرنیکا موقع ہے

جدید آموں کے اضافہ سے آپ اپنے باغات کی ترقی چاہتے ہیں۔ تو فرمائشیں بھیجکر اس وقت اول درجہ کے قلم حاصل کر سکتے ہیں۔ قلم دو سالہ ہمارے کارخانہ میں بکثرت ہیں۔ جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ سفیدہ عہ دسہری ٨ تیموریہ ٨ کھجری ٨ موہن بھوگ ٨ فجری ٨ بمبئی عہ لنگڑہ عہ خاص الخاص ٨ زردہ ابراہیم پور ٨ تحفہ ٨ سرخہ عہ

خان بہادر محمد یوسف خانصاحب تعلقہ دار آنریری مجسٹریٹ ملیح آباد ضلع لکھنؤ

نو ایجاد مشین سیویاں

واضح ہو کہ یہ کارخانہ مبایعین خلافت ثانی کا ہے۔

۱۔ مشین پیتل معہ چھلنی ۲ عدد سوراخ ۱۷۲ قیمت عہ
۲۔ " " لوہا " " چالی للعہ
۳۔ " " " " " " " ٨

نورالدین جدید کارخانہ نو ایجاد مشین سیویاں محلہ دارالعلوم قادیان

استہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب خان بہادر سردار غلام حسین خانصاحب آنریری سب جج درجہ چہارم سوری لنڈان ضلع ڈیرہ غازیخاں

محمد ولد کوٹا مسیتلا سکنہ بستی رانجھا مدعی

بنام

نورا ولد حسن تھہوانی لنڈ سکنہ چاہ شاہ دالہ ضلع رانجھ

دعوے مبلغ اسار

ہرگاہ مدعی نے ایک نالش دیوانی تعدادی مبلغ اسار برخلاف مدعا علیہ عدالت ہذا میں گذرانی ہے۔ مدعا علیہ اپنے اوپر تعمیل سمن نہیں کرنے دیتا۔ اور تعمیل سمن سے گریز کرکے روپوش پھرتا ہے۔ لہذا اس مقدمہ کی تاریخ پیشی ۱۳ نومبر ۱۹۲۶ء مقرر کی گئی ہے۔ مدعا علیہ تاریخ مقررہ پر بمقام لنڈان حاضر ہو کر جواب دہی مقدمہ بالا کی کرے۔ اگر مدعا علیہ اس تاریخ پر حاضر نہ ہوا۔ تو اس کی غیر حاضری میں مقدمہ مسموع اور فیصلہ کیا جائے گا ٭

آج بتاریخ ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۶ء بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا ہے۔

دستخط خان بہادر سردار غلام حسین خاں صاحب آنریری سب جج درجہ چہارم سوری لنڈان ضلع ڈیرہ غازیخاں

مہر عدالت

از پیشگاہ جناب خان بہادر سردار محمد علی خانصاحب بااختیار جج مطالبہ خفیفہ ٹانک ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان

نمبر مقدمہ ۱۵۲ خفیفہ دیوانی سال ۱۹۲۶ء

دوکان ٹاہل رام گھنشام داس واقعہ ٹانک بذریعہ ٹاہل رام ولد چوکھا رام ذات نارنگ سکنہ ٹانک مدعی

بنام

بہاری رام ولد لیکھو رام ذات سچدیو۔ سکنہ ٹانک حال ملازم بردوکان نتھو رام لکھمی چند واقعہ منڈی ۲ پیارا رام ولد گھنشا مداس ذات للہ سکنہ کوٹ نواں تحصیل لیہ ضلع مظفر گڈھ مدعا علیہم

دعوٰی دلا پانے مبلغ ۵ اصل معہ سود برحساب ہندی ترجمہ مسکہ

اشتہار بنام بہاری رام ولد لیکھو رام ذات سچدیو سکنہ ٹانک مدعا علیہ حال ملازم بردوکان نتھو رام لکھمی چند واقعہ منڈی

زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

اندریں مقدمہ کئی دفعہ سمن بنام بہاری رام مدعا علیہ جاری ہوئے۔ لیکن اس وقت تک وہ حاضر نہیں آیا ہے۔ نہ تعمیل سمن ہوئی ہے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ حاضری سے دیدہ دانستہ پہلوتہی کر رہا ہے۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا تم بہاری رام مدعا علیہ کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ ۱۲ کو اصالتاً یا وکالتاً حاضر ہو کر جواب دعوٰی داخل کرو۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔ ۲۵

آج بتاریخ ۲۵ ہمارے دستخط و مہر سے جاری کیا گیا۔ جج مطالبہ خفیفہ ٹانک

ہندوستان کی خبریں

—— یکم اپریل ۱۹۲۸ء سے ۲۰ر اکتوبر ۱۹۲۸ء تک ہندوستان سے ایک کروڑ ۳۲ لاکھ ۶۲ ہزار پونڈ لندن کے انگریزی خزانہ کو بھیجا گیا۔ ایک پونڈ ساڑھے تیرہ روپے کا ہوتا ہے:

—— مدراس ۲۹ر اکتوبر۔ بعض موپلہ مفرورین جو بغاوت کے مجرم سمجھے جاتے ہیں۔ بقول بعض مکہ مکرمہ کو چلے گئے ہیں۔ مالابار کے حکام نے حکومت مدراس سے درخواست کی ہے۔ کہ ان مجرموں کو مکہ مکرمہ سے خارج کرایا جائے۔ اور وہاں کی حکومت ان کو سرکار کے حوالے کر دے۔

—— کلکتہ ۲۹ر اکتوبر۔ مارواڑی اگروال برادری کی آل انڈیا کانفرنس نے ریزولیوشن منظور کئے ہیں۔ جن میں انہوں نے بیواؤں کے ازدواج ثانی کے خلاف احتجاج کیا۔ حکومت ہند اور راجگان ہند سے درخواست کی۔ کہ وہ مرغزاروں کے لئے کافی زمین دیں۔ جن میں مواشی چر سکیں۔ راجگان ہند سے درخواست کی گئی۔ کہ وہ اپنی ریاستوں سے گائے کی برآمد بند کر دیں۔ اچھوتوں کے ہاتھ سے مس کیا ہوا کھانا خلاف دھرم قرار دیا:

—— پشاور۔ ۲۹ر اکتوبر۔ حکومت افغان نے تمام سرکاری خبروں کو دنیا میں پھیلانے کے لئے ایک صیغہ اطلاعات جاری کیا ہے

—— بھیرہ۔ ۳۰ر اکتوبر۔ بھیرہ میں ایک عجیب الخلقت بچہ پیدا ہوا ہے۔ جس کے منہ پر پیدا ہوتے ہی داڑھی ہے۔ داڑھی سے اس کی شکل عجیب سی نظر آتی ہے۔ لوگ اس کو دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔

—— ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ بین الاقوامی لیبر کانفرنس کے دو اجلاس ۱۹۲۹ء میں جنیوا میں ہوں گے۔ ان اجلاسوں میں ہندوستان کے [illegible] حصہ لیں گے:

—— لاہور۔ ۳۰ر اکتوبر۔ آج لاہور میں سائمن کمیشن کے ورود کا روز تھا۔ کانگریس کمیٹی کئی روز سے کمیشن کے بائیکاٹ کے لئے زبردست پروپیگنڈا کر رہی تھی۔ مجوزہ پروگرام کے مطابق باغ بیرون موچی دروازہ میں لوگوں کا اجتماع ہونا شروع ہو گیا۔ وقت مقررہ پر جلسہ شروع ہوا۔ موچی دروازہ سے باہر نکل کر جلوس سرکلر روڈ پر ہو گیا۔ گو بیگ سائمن گو بیگ سائمن کے نعرے لگاتا "اُٹھ سیتا پنجابیا شیرا گھر لٹیا فرنگیاں تیرا (اے سوئے ہوئے پنجابی شیر اٹھ۔ فرنگیوں نے تیرا گھر لوٹ لیا ہے۔) یا "چک بستر گیو ڈیرا" (اے فرنگیو اب تم بوریا بندھنا اٹھا لو) کے ترانے گاتا ہوا۔ لنڈے بازار کے راستے سٹیشن کی طرف روانہ ہوا۔ تھانہ نولکھا کی آخری دیوار سے آگے سٹیشن کے چوک تک کسی نے جلوس کی مزاحمت نہ کی۔ لیکن چوک کے قریب پہنچ کر معلوم ہوا کہ زبردست خاردار جنگلے سٹیشن کی طرف آنے والے ہر راستے کے آگے لگا دئے ہیں۔ ان جنگلوں کے اندر پولیس کی زبردست جمعیت تھی۔ عین اس وقت جبکہ مجمع پرشور نعروں سے اظہار ناراضگی کر رہا تھا۔ ایک انگریز پولیس افسر نے لالہ جی پر لاٹھیاں چلائیں۔ اور لالہ جی کو چوٹیں آئیں۔ ڈاکٹر ستیہ پال نے جوش وطن پرستی میں بائیں بازو پر ایک ضرب لاٹھی کی وصول کی۔ اس کے بعد ڈاکٹر گوپی چند آگے بڑھے۔ اور کہا کہ مجھے مارو ڈاکٹر صاحب کو بھی بائیں شانہ پر اور سر پر ڈنڈے لگے۔ رائے زادہ ہنسراج کو بھی ڈنڈے لگے۔ اور انگلیوں سے خون بہنے لگا۔ پنڈت کے سنتانم کا بازو زخمی ہو گیا پنڈت چمپا رام کا بازو ٹوٹ گیا۔ مولوی ظفر علی خاں۔ سردار منگل سنگھ داؤد غزنوی۔ ڈاکٹر عالم۔ سردار سردول سنگھ۔ مسٹر سریندر ناتھ ساہنی مسٹر ترویدی۔ خواجہ غلام محمد اور متعدد صاحبان کو ضربیں لگیں۔ زیادہ تر چوٹیں رہنماؤں اور قومی کارکنوں کو لگیں۔ کیونکہ وہ پہلی صف میں تھے۔ لالہ دھرم داس سوری کو گردن سے پکڑ کر گھسیٹا گیا۔ اور پھر دھکا دے کر پھینک دیا گیا۔ سوا تین بجے کے بعد معلوم ہوا کہ سائمن صاحب جائے قیام پر پہنچ گئے۔ چنانچہ جلوس بندے ماترم کے نعرے بلند کرنے کے بعد منتشر ہو گیا (زمیندار)

—— لاہور۔ ۳۱ر اکتوبر۔ آج ایڈیشنل سشن جج کی عدالت میں سید اسمٰعیل حسین اسسٹنٹ انجینئر کے بارہ سالہ لڑکے صادق حسین کے سفاکانہ قتل کے سلسلہ میں جالا۔ نورا اور اللہ دتا ملزمان کے خلاف مقدمہ زیر دفعہ ۳۰۲/۳۶۴ تعزیرات ہند کی سماعت ہوئی۔ عدالت نے اپنا فیصلہ سنایا۔ نورا جالا اور اللہ دتا کو پھانسی کی سزا دی گئی۔ ملزمان کو ہدایت کی گئی۔ کہ وہ اپیل ایک ہفتہ کے اندر داخل کر دیں۔ غلام رسول گواہ سلطانی رہا کر دیا گیا۔

—— دہلی۔ ۳۱ر اکتوبر۔ قونصل جنرل سید قاسم جان ردمہ کے سفیر افغانستان مقرر کئے گئے ہیں۔ ۷ر نومبر کو آپ بمبئی سے روانہ یورپ ہو جائیں گے:

—— حضور نظام دہلی میں ۴ر نومبر کو آئیں گے۔ پہاڑ گنج (نئی دہلی) اسٹیشن پر اتریں گے۔ چونکہ بیگمات اور شہزادیاں بھی ہمراہ ہوں گی۔ اس لئے پلیٹ فارم پر قناتوں کا پردہ ہوگا۔ اور کوئی شخص اندر نہ جا سکیگا باہر کی سڑک پر دونوں طرف جمال شاہی کے مشتاق صف بنائے کھڑے ہوں گے۔ جو تمام ہندوستان کے شہروں سے جوق جوق دہلی میں آ رہے ہیں۔ دہلی کے ہندو مسلمانوں کی طرف سے بینڈ باجے جگہ جگہ بج رہے ہوں گے۔ اور دہلی کے ہندو مسلمان گوٹہ والوں کی طرف سے سنہری پھول برسائے جائیں گے۔ اور شاہ عثمان زندہ باد کے نعرے سب لوگ بلند کریں گے۔ اور شاہی سواری اپنے محل میں چلی جائیگی۔ جو رائسینہ نئی دہلی میں تیار ہوا ہے۔ پھر اسی دن ۴ر نومبر ۱۹۲۸ء کو تمام دہلی اور بیرو نجات کے ہندو مسلمان ریلوے اسٹیشن سے شاہی محل یعنی کوشک حضور نظام کے آس پاس جمع ہوں گے۔ اور بینڈ باجے دہلی کے ہندو مسلمانوں کی طرف سے سلامی بجائیں گے۔ اور اعلیٰ حضرت حضور نظام شاہی جھروکہ میں سب مشتاقوں کا سلام قبول کریں گے:

دہلی۔ یکم نومبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ حضور نظام پندرہ دن کے قریب دہلی میں تشریف رکھیں گے۔ ان ایام میں آپ کی خوراک وغیرہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔ کہ تین لاکھ کا ٹھیکہ دیا گیا ہے۔

لاہور۔ ۳۱ر اکتوبر۔ مسٹر الیسن مدیر مسلم آؤٹ لک کی ادارت سے مستعفی ہو گئے۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کو ایک دستخطی بیان میں آپ نے کہا۔ کہ میرے استعفیٰ دینے کی وجہ یہ تھی۔ کہ میں اس پالیسی پر کاربند نہیں ہونا چاہتا تھا۔ جس پر کہ مالکان اخبار مذکور مجھ کو کاربند کرنا چاہتے تھے:

غیر ممالک کی خبریں!

—— ولایت میں مسٹر ہیسٹن نامی ایک انگریز ۶ ½ لاکھ روپے چھوڑ مرا ہے۔ اس نے وصیت کی ہے۔ کہ اس میں سے ۶ لاکھ روپے مسز فیسٹ کو دئے جائیں۔ جس نے علالت کے زمانہ میں متوفی اور اس کی متوفی بیوی کی خدمت کی تھی۔

—— پیکن۔ ۲۸ر اکتوبر۔ علاقہ فنچو کی جو طیا تنغو سے پچاس میل جنوب کی جانب واقع ہے۔ آمدہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ اس علاقہ کے بیس دیہات میں طاعون رونما ہوا ہے۔ جس سے دو ہزار جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔

—— رگبی۔ ۳۱ر اکتوبر۔ امریکہ اور ولایت کے مابین لاسلکی فون کے کاروبار کی کثرت کی وجہ سے رگبی میں مزید مکانات زیر تعمیر ہیں۔ دریں اثناء ولائت کا محکمہ ڈاک آسٹریلیا۔ جنوبی افریقہ اور ہندوستان کی حکومتوں سے بدیں غرض خط و کتابت کر رہا ہے۔ کہ ان ممالک سے ٹیلیفون کا رشتہ استوار کیا جائے۔ کناڈا سے یہ سلسلہ جاری ہے۔ اور ایک سال سے خوب کام کر رہا ہے:

—— اٹلانٹا (جارجیا) ۳ر اکتوبر۔ اوگل تھارپ یونیورسٹی (امریکہ) کے ایک ۲۲ سالہ طالب علم نے جو معزز اور دولت مند گھرانہ کا لڑکا ہے۔ تسلیم کیا ہے۔ کہ اس نے محض تفنن طبع کے لئے دو آدمیوں کو قتل کر دیا ہے۔ اس کو اور اس کے ۱۸ سالہ مددگار طالب علم کو گرفتار کر لیا گیا۔

—— لندن۔ ۳۰ر اکتوبر۔ شہزادی اناستاسیہ کا دعوےٰ ہے۔ کہ وہ مقتول زار کی حقیقی بیٹی ہے۔ وہ ایک سال ہوا امریکہ پہنچی تھی۔ وہاں کے لوگوں کا خیال ہے۔ کہ وہ سچی ہے۔ اس نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اپنے باپ کی اس جائداد کے حصول کے لئے دعویٰ دائر کرے جو زار نے غیر ممالک میں جمع کر رکھی تھی:

—— لندن۔ ۳۰ر اکتوبر۔ انگلستان پر ایک بہت بڑا ہوائی جہاز اڑ رہا تھا مختلف مقامات سے ٹیلیفون پر اطلاع پہونچی ہے۔ کہ جہاز مذکور کی آواز قاہرہ کے فوجی لاسلکی ٹیلیفون پر نہایت صفائی سے سنی گئی۔ اس سے قبل اتنی دور تک ٹیلیفون کی آواز کبھی سنی نہیں گئی۔

—— ولایت میں ایک ایسا آلہ ایجاد ہوا ہے۔ جو انسان کی بھینگی آنکھ کو درست کر دیتا ہے۔

—— لندن۔ ۳۰ر اکتوبر۔ امریکہ علاقہ کیلیفورنیا میں ایک عدیم النظیر دوربین لگائی جا رہی ہے۔ جس کا شیشہ دو سو انچ قطر کا ہے۔

—— برلن۔ ۲۹ر اکتوبر۔ کچھ عرصہ ہوا۔ جرمنی سے ایک زیپلین امریکہ کو گیا تھا۔ وہ اب واپس آ رہا ہے۔ اس پر چند آدمی سوار ہیں۔ جنہوں نے ۶-۶ سو پونڈ کرایہ ادا کیا ہے۔ اس کے کپتان نے بذریعہ لاسلکی خبر دی ہے۔ کہ ایک روز کی مسافت طے کرنے کے بعد اس کو علم ہوا کہ اس میں ایک سترہ سالہ لڑکا چوری چھپ کر چڑھ آیا ہے:

—— برلن۔ ۳۱ر اکتوبر۔ کل دو لاکھ بیس ہزار مزدور اور کاریگر جرمنی کے لوہے کے کارخانوں سے ہڑتال کر کے نکل آئیں گے۔ کیونکہ مالکان کارخانجات نے ان کی تنخواہیں بڑھانے سے انکار کر دیا ہے:

(عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)

اخبار احمدیہ

اعلانات امور عامہ

(۱) ایک احمدی نوجوان کے لئے جس نے پٹوار نیز کا امتحان اول درجہ میں پاس کیا ہوا ہے۔ کوئی احمدی بھائی ملازمت کا انتظام کریں۔

۲۔ چک نمبر ۳۵ جنوبی۔ علاقہ سرگودہ میں مشین آٹا پیسنے کی چکی لگانے کی از حد ضرورت ہے۔ چاروں طرف بہت سے چک خالی ہیں۔ بہت آمد والی جگہ ہے۔ مشین لگانے کے لئے مکان جگہ مفت دی جائے گی۔ خواہش مند چودھری مولابخش نمبردار و سیکرٹری انجمن احمدیہ چک نمبر ۳۵ جنوبی ڈاکخانہ چک نمبر ۳۴ علاقہ سرگودہ سے خط و کتابت کریں۔ مقامی حالات کے ماتحت وہاں جانے والے کو اچھی طرح تحقیق و اطمینان کر لینا چاہیئے۔ امور عامہ کی اس میں کوئی ذمہ داری نہ ہوگی۔

۳۔ ایک بوڑھا استاد یا استانی جو اردو لکھا پڑھا سکے۔ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے چک نمبر ۳۵ علاقہ سرگودہ میں ضرورت ہے۔ کھانے اور مکان کے علاوہ تنخواہ بھی دی جائے گی۔ خواہش مند دفتر امور عامہ قادیان سے خط و کتابت کریں۔ ناظر امور عامہ قادیان

ظفروال میں مباحثہ

۲۳-۲۴ ستمبر کو موضع ظفروال میں احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان مباحثہ کی تاریخیں مقرر تھیں۔ جس کے لئے مولوی ظہور حسین صاحب مولوی فاضل یہاں پہونچ گئے۔ وفات مسیح اور صداقت مسیح موعود پر بحث قرار پائی تھی۔ غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی محمد شفیع صاحب مناظر تھے۔ مولوی ظہور حسین صاحب نے مخالف مولوی کے پیش کردہ دلائل کی قرآن کریم سے تردید کی۔ اور آٹھ آیات قرآنی صداقت مسیح موعود کے ثبوت میں پیش کیں۔ جن کا جواب فریق مخالف کوئی نہ دے سکا۔

خاکسار قائم الدین احمدی سیکرٹری انجمن احمدیہ ظفروال

قصور میں درس القرآن

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم و فضل کے ماتحت حضرت امام جماعت احمدیہ قادیان کو توفیق بخشی اور حضور کے ذریعہ ہمیں اُن رازہائے سربستہ قرآنیہ کا علم ملا جن کے اوپر صدیوں سے غلاف پڑے ہوئے تھے۔ ایسا ہی ان اسرار کو دنیا میں عریاں کرنے کے لئے ہم کمزوروں کو اس نے توفیق بخشی۔ اور ہم نے اس درس کو سنانے کا انتظام کیا ہے۔ جو اگست ۱۹۳۸ء قادیان میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے دیا تھا۔ یہ درس ہفتہ میں دو بار یعنی اتوار اور بدھ کو بعد نماز مغرب ½ ۱ گھنٹہ ہوتا ہے۔ مستورات بھی بر عایت پردہ شریک ہوتی ہیں۔ ہر احمدی اپنے ہمراہ ایک غیر احمدی کو لانے کی کوشش ضرور کرتا ہے۔ اور اکثر دوست اس میں کامیاب بھی ہو رہے ہیں۔

خاکسار محمد صالح سیکرٹری تعلیم و تربیت جماعت احمدیہ قصور

الفضل:۔ دیگر مقامات کے احباب کو بھی اس مبارک تحریک کی تقلید کرنی چاہیے۔

جماعت احمدیہ شملہ کے عہدیدار

خان صاحب منشی برکت علی صاحب امیر جماعت احمدیہ شملہ

اپنی رخصت ختم کر کے اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہو گئے ہیں۔ حافظ عبدالسلام صاحب جو قائمقام امیر جماعت تھے۔ سیکرٹری تبلیغ اور بابو فضل محمد صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری تبلیغ مقرر ہوئے ہیں۔ ناظر اعلیٰ

تلاش

میرے بھائی صاحب جن کا نام الٰہ بخش صاحب ہے عرصہ قریباً پانچ سال سے لاپتہ ہیں۔ قادیان سے وہ کراچی کی طرف گئے تھے۔ مگر آج تک باوجود تلاش کے ان کا کوئی پتہ نہیں چلا ان کا حلیہ حسب ذیل ہے۔ درمیانہ قد۔ گندمی رنگ۔ منڈی ہوئی ڈاڑھی۔ چہرہ پر چیچک کے خفیف داغ عمر قریباً پچاس سال۔ خاموش طبیعت ان کے عدم پتہ ہونے کی وجہ سے خاندان کو بہت سی مشکلات کا سامنا ہو رہا ہے۔ اگر ان کی نظر سے یہ سطور گذریں۔ یا کسی احمدی بھائی کو ان کا پتہ ملے۔ تو وہ ضرور مطلع فرمائیں۔ نہایت مہربانی ہوگی۔

خاکسار الٰہی بخش۔ سونی پت۔ محلہ منڈی زیر قلعہ۔

درخواست ہائے دعا

۱۔ میری لڑکی عرصہ پندرہ یوم سے بعارضہ بخار بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔ خاکسار رحمت اللہ شاکر۔ قادیان

۲۔ میرے استاد مولوی احمد الدین صاحب ان دنوں دو تین فوجداری مقدمات اور دیگر مشکلات میں مبتلا ہیں۔ جملہ احمدی احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شرور سے محفوظ رکھے۔

خاکسار محمد یسین قادیان

۳۔ میرا لڑکا ٹائیفائڈ بخار سے بیمار ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار جلال الدین احمدی گیزٹیڈ انسپکٹر لاہور

۴۔ میرا لڑکا مسمی ضیاء الدین عمر ۵ سال قریباً چھ ماہ سے بیمار ہے اور لاہور ہسپتال میں اس کا اپریشن ہونے والا ہے۔ تمام احمدی احباب سے درخواست دعا ہے۔ روشن دین محصل پنڈی چری

۵۔ بندہ آج کل سخت مشکلات میں ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے۔ خاکسار محمد اختر علی۔ امرت سر

۶۔ مجھ بے کس پر معاندین سلسلہ نے ایک مقدمہ دائر کر دیا ہے جمیع احباب دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہر قسم کی آفات سے محفوظ رکھے

محمد فیاض الدین احمد۔ سلطان پور ضلع اعظم گڑھ

۷۔ میرے واسطے ایک مربعہ اراضی کی تحصیلدار صاحب نے سفارش کی ہے۔ جو عنقریب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر و افسر مال صاحب کے پیش ہوگی۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کامیابی بخشے۔

خاکسار۔ ابراہیم خاں سکرٹری انجمن احمدیہ جڑانوالہ

۸۔ میں نے محکمہ نہر میں ضلعداری کے لئے درخواست دی تھی۔ سپرنٹنڈنگ انجینئر نے انٹرویو کے لئے بلایا ہے۔ (احباب دعا فرمائیں) خدا تعالیٰ مجھے اس کام میں کامیابی عطا کرے۔ عاجز حمید اللہ بھٹی

ولادت

۷-۸ جمادی الاول کی درمیانی شب خدا نے اپنے فضل و کرم سے خاکسار کے گھر میں لڑکا عطا فرمایا ہے۔ ناظرین اخبار دل سے بچہ کی درازی عمر اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کریں۔ جمیل الرحمٰن رفیق

دعائے مغفرت

۱۔ ۲۶ر اکتوبر ۱۹۳۸ء میری والدہ محترمہ اس جہان فانی سے رحلت فرما گئی ہیں۔ احمدی احباب دعائے مغفرت کریں۔ عبدالحکیم

۲۔ ۱۹ر اکتوبر میری بیوی اس دار فانی سے رخصت ہو کر اپنے مولا حقیقی سے جا ملیں۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار سید فضل الرحمٰن احمدی۔ خوردہ ضلع جہلم

درد

از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل

اے کہ تیری ذات سے قائم رہے گی شانِ درد
اے جمالِ درد ہم کہتے ہیں جس کو جانِ درد

آمریض فرقتِ احباب کے پہلو میں آ
مرحبا! خوش آمدی!! آوردۂ درمانِ درد

یک بیک گلزار شد آں آتشِ سوزِ فراق
بر منِ شوریدہ سر بارید چوں بارانِ درد

طالبانِ حریت ہیں جس جگہ جائیں وہیں
چپے چپے پر بنا لیتے ہیں ہم زندانِ درد

داستانِ ہفتخواں سننی ہو۔ تو آؤ یہاں
آگیا واپس ہمارا رستمِ دستانِ درد

بت کدے سے تا حرم اک تار ہے باندھا ہوا
اللہ اللہ کس قدر ہے وسعتِ دامانِ درد

مونسِ من ہمدمِ من در شبستانِ فراق
اے دل و جان و سرم بادا ہمہ قربانِ درد

اِن بتِ نیچی کے پانڈوں میں کہاں قرآنِ عشق
پائے محمودِ زمن میں پاؤ گے مستانِ درد

کوئی بے دردانِ عالم کو میرا پیغام دے
قادیان دارالاماں میں نکلی ہے اک کانِ درد

آگ لگ جاتی ہے بن میں بارہا دیکھا گیا
نغمہ سنجِ شوق ہو۔ جب بلبلِ بستانِ درد

آہ بے دردوں نے پہلے کی نہ قدرِ اہلِ درد
اب بڑھے آتے ہیں جب بڑھنے لگی دکانِ درد

دِل میں کچھ ٹکڑے مری ٹوٹی ہوئی ذرّیہ کے ہیں
رہ گیا دے کے میرے پاس یہ سامانِ درد

اے ہوس پیشہ جفا کارو تمہیں معلوم کیا؟
میرے ہی دم سے تو ہے آبادیہ کاغانِ درد

حُسن بے پروا نے چھیڑا عشقِ نامنظور کو
خالی کا خالی رہا پھیلا ہوا دامانِ درد

مرقدِ بضیاءِ احمد پر چلا جاتا ہوں میں
جب کبھی اٹھتا ہے اکملؔ دل میں اک طوفانِ درد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

8

الفضل

نمبر ۳۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۶ر نومبر ۱۹۲۸ء عیسوی | جلد ۱۶

کونسا مذہب سارے ہندوستان کا ہو سکتا ہے

اسلام یا ہندوازم

ہندو کیا چاہتے ہیں؟ ان کی ساری سرگرمیوں اور تمام کوششوں کا مقصد کیا ہے؟ وہ کیوں سوراجیہ حاصل کرنے میں اپنا لہو پانی ایک کر رہے ہیں؟ اور کیوں پانی کی طرح روپیہ بہا رہے ہیں؟ اس لئے اور صرف اس لئے کہ ہندوستان پر وہ قابض ہو جائیں۔ اور بلا شرکت غیرے ہندوستان پر حکمرانی کریں +

یہ غرض اور یہ مدعا ان کے ہر انفرادی اور جماعتی فعل سے نمایاں ہے۔ دیکھنے والی آنکھیں اور سمجھنے والے دماغ اسے بآسانی معلوم کر سکتے ہیں۔ لیکن اب تو ہندوؤں کا یہ جذبہ اور یہ خواہش اس قدر قوت پکڑ چکی ہے کہ پھوٹ پھوٹ کر ظاہر ہو رہی ہے۔ اور واضح الفاظ میں وہ کہہ رہے ہیں۔ کہ ہندوستان صرف ہندوؤں کے لئے ہے۔ کسی اور مذہب کے انسان کے لئے اس میں رہنے کی قطعاً گنجائش نہیں ہے چنانچہ ہندوؤں کے بہت بڑے اور بارسوخ لیڈر بھائی پرمانند جی کے متعلق اخبار گورو گھنٹال ۳ر نومبر لکھتا ہے۔

"ان کی یہ زبردست خواہش ہے۔ کہ جس طرح پہلے ہندوستان میں صرف ہندو ہی ہندو آباد تھے۔ اسی طرح آئندہ بھی یہاں کا دھرم ہندو ہو۔ سب کی قوم ہندو ہو"

یہ فرد واحد کی خواہش نہیں۔ بلکہ بھائی جی کو ہندوؤں میں جو پوزیشن حاصل ہے۔ اس کے لحاظ سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ یہ کہتے ہوئے وہ ہندوؤں کے بہت بڑے طبقہ کی ترجمانی کا حق ادا کر رہے ہیں +

اگرچہ ہم سمجھتے ہیں۔ ہندوؤں کی اس خواہش کے پورا ہونے کا جس کے لئے وہ ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔ لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ (خاکم بدہن) صفحۂ ہند سے مسلمانوں کا نام و نشان مٹ جائے گا لیکن باوجود اس کے ہم اس قسم کی خواہش رکھنے اور اس کی تکمیل کی سعی کرنے کی وجہ سے انہیں قابل الزام نہیں سمجھتے۔ کیونکہ زندہ قوم کا حق ہے۔ کہ وہ دوسروں کو اپنے اندر جذب کرنے کی کوشش کرے۔ اور جس مذہب کو وہ درست اور صحیح یقین کرتی ہے۔ اس کا دوسروں کو پیرو بنائے۔ اگر ہندو سمجھتے ہیں۔ جس دھرم کے وہ معتقد ہیں۔ وہ دیگر مذاہب کے لوگوں کو جذب کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ ہندوستان کے تمام باشندوں کی قوم ہندو بن سکتی ہے۔ تو ان کے لئے جائز ہے کہ اس کے لئے کوشش کریں۔ لیکن غضب تو یہ ہے۔ کہ وہ ہندو دھرم جو صدیوں سے نہ صرف دیگر مذاہب کے لوگوں کو جذب کرنے کی عدم قابلیت کا ثبوت پیش کرتا رہا ہے۔ بلکہ جس نے خود ہندو کہلانے والوں کو بھی اس طرح تقسیم کر رکھا ہے۔ کہ وہ آپس میں آگ اور پانی روشنی اور ظلمت۔ غلاظت اور پاکیزگی کی نسبت رکھتے ہیں۔ اس کے ماننے والے تو اس خواہش اور اس ارادہ کو لے کر کھڑے ہو گئے ہیں۔ کہ ہندوستان میں بسنے والے تمام لوگوں کا دھرم ہندو ہو۔ اور سب کی قوم ہندو ہو۔ لیکن اس مذہب کے ماننے والے جس نے دنیا میں آکر تمام انسانوں کو ایک سطح پر کھڑا کر دیا۔ اور بحیثیت انسان سب کو مساوی درجہ عطا کیا۔ اس قدر پست ہمت اور پست خیال واقعہ ہوئے ہیں۔ کہ ان میں سے بہتوں کو کبھی بھولے سے یہ خیال بھی نہیں آیا۔ کہ اپنے ساتھ بسنے والوں کو وہ اپنا ہم مذہب بنا سکتے ہیں۔ چہ جائیکہ اس کے لئے انہوں نے کبھی کوئی کوشش اور سعی کی ہو +

ہمیں نہیں معلوم۔ وہ کونسا زمانہ تھا۔ جبکہ "ہندوستان میں صرف ہندو ہی ہندو آباد تھے"! جو لوگ ہندو کہلاتے ہیں۔ وہ ہندوستان میں باہر سے آئے۔ اور انہوں نے ہندوستان کے قدیم باشندوں کو اپنے ساتھ ملانے اور اپنے اندر جذب کرنے کی بجائے جو دردناک سلوک ان سے کئے۔ ان کا کسی قدر اعادہ اس بیان میں کیا گیا ہے۔ جو قدیم باشندوں نے حال میں سائمن کمیشن کو بھیجا ہے۔ اس میں لکھا ہے۔

"ہم اس نسل سے ہیں۔ جو آج سے پانچ ہزار سال قبل ہندوستان پر حکمران تھی۔ اس کے بعد آریہ آئے۔ انہوں نے وسط ایشیا سے آکر ہمارے بزرگوں کو ہزیمت دی۔ اور ان سے نہایت وحشیانہ سلوک کیا۔ بعض کو جبراً غلام بنا لیا۔ اور جو غلام نہ بنے۔ وہ جنگلوں میں بھاگ گئے۔ ان آریوں کی اولاد اب ہندو کہلاتی ہے۔ اور قدیم سے انسانیت سوز وحشیانہ سلوک کرتے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہماری سات کروڑ کی آبادی کی ہستی کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتی۔ ہمیں ذاتی جائداد تو کیا۔ اپنی زندگی کے تحفظ کا بھی حق حاصل نہیں ہمارا یہ شرمناک حال منوسمرتی کے نام نہاد اعلیٰ اصولوں کی وجہ سے ہوا ہے۔ اس نام نہاد مذہبی کتاب میں یہ حیرت ناک بات لکھی ہے۔ کہ ہم آدھرمی پیدا ہی اس غرض سے ہوئے ہیں۔ کہ ہندوؤں کی خدمت کریں" +

یہ باتیں بناوٹی نہیں حقیقی ہیں۔ فسانہ نہیں۔ واقعات ہیں اور واقعات بھی وہ جو ہزارہا سال سے مسلسل وقوع پذیر ہو رہے ہیں۔ اور اس بات کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔ کہ ہندوستان پر کبھی کوئی وقت ایسا نہیں آیا۔ جب اس میں "صرف ہندو ہی ہندو آباد تھے"۔ بلکہ جب سے ہندوؤں نے اس میں قدم رکھا۔ انہوں نے خدا تعالےٰ کی کثیر مخلوق کو انسانیت کے درجہ سے گرا کر حیوانیت سے بھی بدتر بنا دیا۔ اور جبکہ پہلے کبھی یہاں سب کا دھرم "ہندو" نہ ہوا۔ تو اب کس طرح ممکن ہے کہ ہو جائے۔ لیکن باوجود اس کے ہندوؤں کی کوشش یہی ہے۔ کہ ناممکن کو ممکن بنائیں۔ اور وہ اس کے لئے مقدور بھر بلکہ مقدور سے بڑھ کر تگ و دو بھی کر رہے ہیں +

ان کے مقابلہ میں مسلمان ہیں۔ جن کے متعلق خود ہندوؤں کا بیان ہے۔ کہ وہ نہایت قلیل تعداد میں ہندوستان میں آئے۔ اور ان کی کثیر تعداد خود ہندوستان ہی کے باشندوں کی ہے۔ جو اس وقت ۷ کروڑ تک پہونچی ہوئی ہے۔ اب غور کا مقام ہے۔ جب بہت تھوڑے سے بے سر و سامان مسلمان ہندوستان میں آکر کئی کروڑ انسانوں کی جمعیت پیدا کر سکتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ اب کروڑوں مسلمان اپنے ساتھ دیگر مذاہب کے کروڑوں انسانوں کو اسلام میں داخل نہ کر سکیں۔ مگر بات یہ ہے، جن مسلمانوں کے ذریعہ آج ہندوستان میں کروڑوں مسلمان پائے جاتے ہیں وہ نہایت بلند ہمتیں، بہت پختہ ارادے اور کسی سے مغلوب نہ ہونے والی طاقتیں رکھتے تھے۔ اور اسلام کی تعلیم کے پورے پورے عامل تھے۔ اب بھی اگر مسلمان یہ صفات اپنے اندر پیدا کر لیں۔ اور اشاعت اسلام کیلئے عزم مستقلانہ کے ساتھ کھڑے ہو جائیں۔ تو اب بھی تھوڑے سے ہی عرصہ میں دیگر مذاہب کے کثیر التعداد افراد کو اسلام کے جھنڈے تلے لا سکتے ہیں۔ اور ہندوستان کے سب لوگوں کو مسلمان بنا سکتے ہیں۔

اب جبکہ مولانا شوکت علی صاحب کے سے انسان نے بھی جنہوں نے ایک وقت خلافت کمیٹیوں کو تبلیغی انجمنوں سے علیحدہ رہنے کی قرارداد محض ہندوؤں کی خاطر پیش کی تھی تسلیم کر لیا ہے۔ کہ ہندوستان میں مسلمانوں کو تبلیغ اسلام کے ذریعہ سے ہی کامیابی ہو سکتی ہے مسلمانوں کو اشاعت اسلام میں پوری کوشش اور سعی سے منہمک ہو جانا چاہیئے۔ اگر مسلمان اس بات کی اہمیت کو محسوس کر لیں۔ تو تھوڑے عرصہ میں ہی وہ سیاسی اور ملکی لحاظ سے بھی نہایت زبردست اور پُراثر حیثیت حاصل کر سکتے ہیں +

سکھوں کی خاطر مسلمانوں کی قربانی

نہرو رپورٹ کے خلاف سکھوں کے بہت بڑے باثر طبقہ نے اس زور سے آواز بلند کی ہے۔ کہ ہندو ان کے مطالبات کے آگے سر تسلیم خم کرنے کے لئے مجبور ہو رہے ہیں۔ اور ہندو اخبارات ان کو زائد حقوق دینے کی تائید کر رہے ہیں۔ لیکن اس کے لئے بھی مسلمانوں کو ہی قربانی کا بکرا بنایا جا رہا ہے۔ چنانچہ اخبار پرتاپ ۳۰ر اکتوبر لکھتا ہے۔

"جب تک مسلمانوں سے کچھ نشستیں نہ لی جائیں۔ تب تک سکھوں کو دی نہیں جاسکتیں"

مسلمانوں کے حقوق کو پہلے ہی جس بے دردی کے ساتھ نہرو رپورٹ میں پائمال کیا گیا ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ اور حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ نے اپنے گرانقدر سلسلہ مضامین میں یہ بات پایۂ ثبوت تک پہونچا دی ہے۔ کہ اگر نہرو رپورٹ کی موجودہ شکل کو منظور کر لیا گیا۔ تو ہندوستان میں مسلمانوں کا وہی انجام ہوگا جو سپین میں ہوا تھا۔ اب سکھوں کی خاطر مسلمانوں کو اور زیادہ پائمال کرنے کی تیاریاں کی جارہی ہیں۔ یہ محض اس لئے ہے۔ کہ مسلمان اپنے حقوق کی حفاظت اور نگہداشت کے لئے اس اتحاد اور اتفاق سے کام نہیں کرتے۔ جس کی ضرورت ہے۔ اور اور بعض غداری کر کے مسلمانوں کے مطالبات کو ہندوؤں کے ہاتھ بیچنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ مسلمانوں کو عقل و فکر سے کام لیکر اس خطرہ سے محفوظ رہنے کی پوری پوری کوشش کرنا چاہئیے۔ جو ان کے لئے پیدا کیا جارہا ہے ٭

افغانستان میں پیروں کا انتظام

ہز میجسٹی شاہ کابل کو اپنے ملک میں اصلاحات جاری کرنے پر سب سے بڑی مشکلات اور رکاوٹیں ان لوگوں کی طرف سے پیش آرہی ہیں۔ جو پیر و ملاں کہلاتے اور بلا وجہ و بلا استحقاق عوام کو اپنے پھندے میں پھنسائے ہوئے ہیں۔ اُن کی پیدا کردہ مشکلات پر غالب آنے اور ملک کو شاہراہ ترقی پر چلانے کا طریق سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ پیروں کے بے جا اثر اور رسوخ کو زائل کیا جائے۔ اور عوام کو ان کے جال سے رہا کرایا جائے۔ اس کے لئے کئی قوانین نافذ کئے جارہے ہیں۔ حال میں فوجی افسران کے لئے یہ حکم جاری کیا گیا ہے۔ کہ ان میں سے نہ کوئی خود پیر بنے۔ اور نہ کسی پیر کا مرید کہلائے ٭

اگر افغانستان کے پیر حکومت کے متعلق ناجائز اور ناروا طریق عمل اختیار نہ کرتے۔ تو شاہ کابل کو ان کے متعلق اس قسم کا حکم جاری کرنے کی ضرورت نہ پیش آتی۔ لیکن چونکہ افغانستان کے پیر کئی بار شاہ وقت کے خلاف بغاوت پھیلانے کا ارتکاب کر چکے ہیں۔ اس لئے قرین مصلحت یہی ہے کہ ان پر خاص پابندیاں عائد کی جائیں۔ اور ان کا اقتدار زائل کیا جائے ٭

خدا تعالےٰ شاہ کابل کو جھوٹے اور بناوٹی پیروں کے رسوخ کو پورے طور مٹانے کی توفیق دے۔ اور مملکت کابل کی ترقی کے سامان مہیا کر دے۔

ہمیں نہائت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ہندوستان کے علماء کا وہ طبقہ جس کے دماغوں میں بوسیدہ خیالات بھرے ہوئے ہیں شاہ کابل کی اصلاحی تجاویز کو نہائت حقارت کی نظر سے دیکھتا اور [illegible] لوں میں مخالفانہ خیالات پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ کاش ان کے لئے بھی کوئی امان اللہ خاں یا مصطفیٰ کمال پاشا پیدا ہو۔ جو ان کے سارے کس بل نکال دے ٭

اشارات

ایک گذشتہ پرچہ میں مجلس خلافت پنجاب کے "اقرار نامہ رکنیت" کی ایک دفعہ کا ذکر کیا گیا تھا جس میں ہر رکن مجلس کا سب سے اہم فرض یہ قرار دیا گیا تھا۔ "دنیائے اسلام میں ایک مرکزی خلافت عظمیٰ کی تاسیس ہے"

اس مقصد اور مدعا میں خلافتئے کہاں تک کامیاب ہوئے۔ اس کا علم تو شائد انہیں بھی نہ ہو۔ البتہ دوسروں کو یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اس اعلان کی اشاعت کے ساتھ ہی نام نہاد خلافت کمیٹیوں کی تباہی و بربادی کے سامان خود خلافتئے مہیا کر رہے ہیں ٭

اخبار "زمیندار" خلافت کمیٹیوں کا سب سے بڑا حامی سمجھا جاتا ہے اسی نے خلافت کمیٹیوں کے ارکان سے "مرکزی خلافت عظمیٰ کی تاسیس" کا اقرار نامہ شائع کیا تھا۔ لیکن اب یہی "مجلس خلافت کے انسداد کی ضرورت" پر پُر زور مضمون شائع کر رہا ہے۔ چنانچہ ۱۷ر اکتوبر کے پرچہ میں لکھتا ہے :-

"ہندوستان میں ادارہ خلافت کا قیام سراسر عبث ہے اس کے پاس کوئی کام نہیں۔ لہذا اس جان بلب مرکزی خلافت کمیٹی کا فوری قلع قمع ازبس ضروری ہے۔ ہمیں یہ اندیشہ ہے۔ کہ اس کا تسلسل ہماری قوم کے لئے بے حد خطرناک ثابت ہوگا۔ یہ ایک صاف اور صریح مسئلہ ہے۔ کہ بے کار انسان ہزار شرارتوں اور بداخلاقیوں کا مرکز ہوتے ہیں اور موجودہ حالت میں مرکزی خلافت کمیٹی کی بھی بعینہٖ یہی حیثیت ہے"

جب مرکزی خلافت کمیٹی کی یہ حیثیت ہے۔ تو صوبجاتی کمیٹیوں کی حیثیت اس سے بالا نہیں ہو سکتی۔ اس سے بدتر ہی ہوگی۔ اور جب مرکزی خلافت کمیٹی کا قلع قمع ہو جائے گا۔ تو ساتھ ہی اس کی شاخوں کا بھی قلع قمع ہو جائیگا۔ اور اس طرح خلافت کمیٹیوں سے ملک کو نجات مل جائیگی ٭

معلوم ہوتا ہے "زمیندار" خلافت کمیٹی کا جنازہ اٹھانے میں پوری سرگرمی سے کام لے رہا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے :-

"جس قدر جلد بھی یہ ادارہ منصہ شہود سے محو ہو جائے۔ پبلک کے لئے اسی قدر زیادہ مفید ہے"

خدا کی شان! خلافت کمیٹی جب وجود میں آئی۔ اور سلطان ٹرکی کی "خلافت" کو مستحکم کرنا اس نے اپنا فرض بتایا۔ تو اس کا یہ اثر ہوا۔ کہ "خلافت ٹرکی" تو الگ رہی۔ "خلیفۃ المسلمین" کہلانے والے بھی نیست و نابود ہوگئے۔ اس کے بعد خلافت کمیٹی کو خود بخود مٹ جانا چاہئیے تھا۔ مگر اس نے ایسی باتوں سے دل بہلانا شروع کر دیا۔ جو اس کے حلقۂ عمل سے قطعاً باہر تھیں۔ اور اس طرح برعکس نہند نام زنگی کافور کی مصداق بن کر دن گذارنے شروع کر دئے۔ اب نہ معلوم کیا خیال آیا۔ کہ "مرکزی خلافت عظمیٰ کی تاسیس" اپنا مقصد قرار دے لیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرکزی خلافت کمیٹی کو مٹانے والے اسی کے ارکان کھڑے ہوگئے۔ اور آج نہیں۔ تو کل یہ ضرور مٹ کر رہے گی ٭

کراچی کی خبر ہے۔ کہ ایک بدقماش اور بدچلن شخص کو کچھ لوگوں نے اس لئے قتل کر دیا۔ کہ اس کا ان کی ایک رشتہ دار عورت سے ناجائز تعلق تھا۔ یہ لوگ خواہ رائج الوقت قانون کے رو سے زیر الزام ہی ہوں لیکن کوئی صحیح الدماغ انہیں "بدمعاش" نہیں کہیگا۔ بلکہ جذبات غیرت کو ملحوظ رکھتے ہوئے بڑی حد تک معذور سمجھیگا۔ لیکن "دارالعلوم دیوبند کے واحد ترجمان" "الانصار" کی انصاف پسندی اور مولویانہ حقیقت شناسی ملاحظہ ہو۔ لکھتا ہے :-

"معلوم ہوا ہے۔ کہ چھ سات آدمی معہ اُس عورت کے خاوند کے واردات قتل میں شریک تھے۔ پولیس نے بدمعاشوں کو گرفتار کر کے مقدمہ کا چالان سٹی مجسٹریٹ کی عدالت میں کر دیا ہے"

"الانصار" کو معلوم ہونا چاہئیے۔ پولیس کی گرفت میں آنے والے بلا استثناء سارے کے سارے "بدمعاش" نہیں ہوا کرتے ٭

معلوم ہوتا ہے پچھلے دنوں "دارالعلوم" کے فسادات کے دوران میں دیوبندیوں کو پولیس والوں کی خدمات سے استفادہ کا جو موقع میسر آیا ہے۔ اس کی وجہ سے وہ پولیس کے اس قدر ممنون احسان ہیں۔ کہ جو بھی اور جہاں بھی کوئی پولیس کے پھندے میں پھنسے۔ اس کے "بدمعاش" ہونے کا فتوےٰ جھٹ نافذ فرما دیتے ہیں ٭

آج کل بعض اخبارات کے ایڈیٹر اپنے دفتر میں بیٹھکر جس قسم کی خبریں گھڑتے ہیں۔ اس کا ایک نمونہ اخبار "پرتاپ" (۳۰ر اکتوبر) نے پیش کیا ہے۔ اخبار مذکور لکھتا ہے :- "قادیان کے اخبار فاروق نے حال ہی میں اپنا سیویاں نمبر نکالا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے۔ کہ سیویاں کب سے ایجاد ہوئیں۔ کہاں بنتی ہیں۔ کس طرح بنتی ہیں۔ اور ان کے کھانے سے کیا کیا فائدے ہیں۔ ایک مضمون کسی مقدس پر لکھا گیا ہے۔ جو سیویوں کی مشین کی چوری کے متعلق تھا"

معلوم ہوتا ہے۔ "پرتاپ" نے کہیں سے یہ سُن کر کہ "فاروق" نے سیویاں نمبر نکالا ہے۔ اس کی تفصیل اپنے دماغ سے ایجاد کر لی جو سراپا غلط اور جھوٹ ہے۔ اس نمبر میں تو قادیان کے مشین سیویاں بنانے والے مستریوں کے متعلق یہ بتایا گیا ہے۔ کہ وہ کس قماش کے انسان ہیں۔ اور جو لوگ ان کو آگے رکھ کر جماعت احمدیہ پر حملے کر رہے ہیں۔ وہ کیسے نادان یا کتنے دھوکہ باز ہیں ٭

"پرتاپ" نے یہ بھی لکھا ہے :- "اس سیویاں نمبر والے کے لئے تو یہی موزوں ہے۔ کہ دال نمبر۔ روٹی نمبر۔ نمکین چاول نمبر۔ میٹھے چاول نمبر حلوہ نمبر۔ آلو نمبر۔ کچالو نمبر وغیرہ شائع کر کے دنیائے خوردنی میں انقلاب بپا کرتا پھرے"

مسلمانوں کو اگر "دنیائے خوردنی میں انقلاب بپا" کرنے کی ضرورت ہوگی۔ تو وہ سید لطعام لحم کے محاورے لحم نمبر شائع کرینگے۔ پرتاپ نے جن نمبروں کی تجویز پیش کی ہے۔ وہ تجھ انہیں لوگوں کے لئے موزوں ہیں ٭

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔اے کے اعزاز میں دعوت

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی تقریر

۲۴ اکتوبر صبح نو بجے تعلیم الاسلام ہائی اسکول کے اساتذہ اور طلباء کی طرف سے جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد کے اعزاز میں ٹی پارٹی دی گئی۔ اور ایڈریس پیش کئے گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بھی اس مجلس میں شمولیت فرمائی۔ جب تقریریں شروع ہوئیں اور سب طلباء کمرہ میں داخل ہوئے۔ توان کے لئے جو فرش کیا گیا تھا۔

بچوں سے شفقت

وہ ناکافی ثابت ہوا۔ اس وجہ سے بعض بچوں کو زمین پر بیٹھنا پڑا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ یہ دیکھکر کھڑے ہوگئے۔ اور ہیڈ ماسٹر صاحب سے فرمایا۔ جب تک ان بچوں کے بیٹھنے کے لئے فرش کا انتظام نہ کیا جائیگا میں بھی نہیں بیٹھوں گا۔ فوراً ٹاٹ مہیا کئے گئے۔ اور جب بچے ان پر بیٹھ چکے۔ تو حضور بھی بیٹھ گئے۔

مولوی عبدالرحیم صاحب کی طرف سے ایڈریس کا جواب

طلباء کی طرف سے ایڈریس کے جواب میں جناب درد صاحب نے جو تقریر بزبان انگریزی کی۔ اس میں بچوں کی تربیت کے متعلق ایک نہایت لطیف نکتہ بیان فرمایا۔ انہوں نے کہا۔ کہ بچوں کے نگران یا والدین کو چاہیئے۔ کہ انہیں کوئی ایسی Hobby (شوق یا سودا) لگادیں جس میں وہ منہمک رہیں۔ اور اپنا فارغ اوقات میں آوارہ نہ پھریں۔ اس طرح بہت حد تک ان میں بدعادات پیدا نہ ہوں گی۔ آپ نے ایک واقعہ بھی بیان کیا جس میں بتایا حضرت خلیفۃ المسیح نے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ اپنے ہمسایوں سے تعلقات پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ چونکہ انگلستان کا تمدن ایسا ہے۔ کہ ملاقات کے لئے لوگ بہت کم وقت نکال سکتے ہیں۔ اس لئے یہ امر بہت مشکل تھا۔ لیکن اسے خدا کا فضل سمجھنا چاہیئے۔ کہ ایک دن ہمسایوں کے دو بچے جنہیں سٹیمپ جمع کرنے کا Hobby (سودا) تھا۔ میرے پاس بھی اس غرض کے لئے آئے۔ اور میں نے انہیں کے ذریعہ کچھ اور بچوں کو بلوایا۔ اور پھر ان بچوں کی معرفت تمام ہمسایوں سے نہایت خوشگوار تعلقات قائم ہوگئے ؛

حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر

جناب درد صاحب کی تقریر کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے حسب ذیل تقریر فرمائی:-

ہمارے مبلغین کے آنے یا جانے کے وقت جو ایڈریس دئے جاتے ہیں۔ میرے نزدیک انہیں جس قدر بھی زیادہ مفید بنایا جا سکے بنانا چاہیئے۔ اور کوشش ہونی چاہیئے۔ کہ ان میں

وقت ضائع نہ ہو

جب ہم کسی کی دعوت کرتے ہیں۔ یا کسی کے ہاں دعوت کھانے کے لئے جاتے ہیں۔ تو اس وقت علمی یا روحانی حقائق بیان نہیں کرتے۔ بلکہ کوشش یہ ہوتی ہے۔ کہ ایسے امور جو عام دلچسپی کا موجب نہ ہوں۔ انہیں چھوڑ دیا جائے۔ اور یہ بات

انسان کی فطرت

میں ہے۔ کہ بعض اوقات وہ اپنی ذمہ واریوں کو بھلانا چاہتا ہے بلکہ میں کہوں گا۔ کہ انسان کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ وہ بعض اوقات ان ذمہ واریوں کو بھلا دے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا۔ اس نے عرض کیا۔ یارسول اللہ میں تو منافق ہوں آپ نے فرمایا۔ کیوں۔ اُسنے کہا جب میں حضور کی مجلس میں آتا ہوں تو دوزخ و جنت میرے سامنے ہوتے ہیں۔ اور ان کا نظارہ میری نظروں کے آگے آجاتا ہے۔ لیکن جب میں یہاں سے جاتا ہوں۔ تو یہ نظارہ نہیں رہتا۔ آپ نے فرمایا۔ یہی تو ایمان ہے۔ تا تو اپنی زندگی بھی قائم رکھ سکے۔ غرض اللہ تعالےٰ نے انسان کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے۔ کہ بعض اوقات وہ اپنی ذمہ واریوں کو بھلادے اور

بعض اوقات

کے الفاظ پر میں اس لئے زیادہ زور دیتا ہوں۔ کہ انسانی طبائع کو خدا تعالےٰ نے گو پاک بنایا ہے۔ مگر شائد تربیت کے نقص یا صحبت کی خرابی یا اور کسی وجہ سے کثرت ایسی ہے۔ کہ وہ آسانی سے ان غفلت کے لمحوں کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔ جو اسے حقیقی کاموں سے روک دیتے ہیں۔ اس لئے میں بعض کے لفظ پر زور دوں گا۔ کیونکہ انسان پہلے ہی اس کی

حدود سے تجاوز

کر چکا ہے۔ تو بعض لمحوں میں ضرورت ہوتی ہے۔ کہ ہم ان خیالات کو یا ان کی حدت اور سختی کو کم کردیں۔ تاہم میں وہ ہمت پیدا ہو جو فرائض کی ادائیگی میں ممد ہو۔ عام دعوتوں میں کوشش کی جاتی ہے۔ کہ ایسے طریق سے گفتگو ہو۔ جس کا ستا شامل ہونے والوں کو بوجھ معلوم نہ ہو۔ لیکن جن دعوتوں کی غرض یہ ہو۔ کہ کسی کارکن کی خدمت پر

اظہار امتنان

کیا جائے۔ یا جس میں کسی آئندہ ہونے والی خدمت کے لئے امید کا اظہار کیا جائے۔ ان کے متعلق امید کی جاتی ہے۔ کہ وہ ایسے رنگ میں ہوں۔ کہ ان سے دعوت دینے والے اور دعوت کھانے والے دونوں کو فائدہ پہونچے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ایڈریس دئے جاتے ہیں۔ ورنہ خالی اظہار تشکر تو چائے کی پیالی سے بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن جب اس کے ساتھ ایڈریس اور پھر اس کا جواب ہو۔ تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ ہم یہاں صرف کھانے کے لئے جمع نہیں ہوئے۔ بلکہ مقصد کچھ اور ہے۔ اور یہ محض ایک ذریعہ ہے۔ پس جب مدعا اس سے بالا ہوا تو ضروری ہے۔ کہ اسے

بہتر سے بہتر طریق

پر پورا کیا جائے۔ اس لئے ایسی دعوتیں ایسے وقت پر ہونی چاہئیں کہ انسان زیادہ وقت دے سکے ؛

اس کے بعد میں نے آج ایک بات کی ہے۔ اس کے متعلق کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ تا کوئی اس سے غلط اندازہ نہ لگا سکے۔ میں ان لوگوں میں سے ہوں۔ جو سختی سے اس بات کے قائل ہیں۔ کہ

قومی امور میں سادگی

ہونی چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بارہا ہم لوگ مٹی پر بیٹھے ہیں۔ اور اسی طرح حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی۔ اور ایسے لوگ بیٹھتے رہے ہیں جن کی سلسلہ میں عظمت قائم ہو چکی تھی۔ لیکن میں نے جو بات ناپسند کی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہم میں سے کوئی اس علم سے زمین پر بیٹھے۔ کہ ہمارے بعض ساتھی تو فرش پر بیٹھے ہیں۔ اور ہم زمین پر۔ زمین پر بیٹھنا بری بات نہیں۔ میں نے یورپ میں دیکھا ہے۔ نہانے کے لئے بڑے بڑے لارڈ اور امرا اپنی بیویوں کے ساتھ ساحل پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ کسی کو غلط فہمی نہیں ہونی چاہیئے۔ یہ زمین پر بیٹھنا نہیں جسے میں نے ناپسند کیا ہے۔ جو چیز بری ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ہم ایسا انتظام کریں۔ جس میں ہمارے مدنظر یہ ہو کہ ہم میں سے بعض تو زمین پر بیٹھینگے۔ اور بعض کسی اور چیز پر۔ ہم اگر اپنی طرف سے پورا انتظام کرتے ہیں۔ اور پھر لوگ زیادہ آجاتیں۔ اور وہ زمین پر بیٹھ جائیں۔ تو کوئی ہرج کی بات نہیں۔ اس سے خیالات میں

دون ہمتی

پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ احساس پیدا ہوتا ہے۔ کہ قومی معاملات میں ایسی باتیں برداشت کرنی چاہئیں۔ لیکن اگر یہ سمجھیں۔ کہ ہمارے لئے تجویز ہی یہ کیا گیا ہے۔ کہ ہم زمین پر بیٹھیں۔ تو یہ اختلاف ہے۔ اگر آسانی سے یہ انتظام ہو سکتا ہے۔ کہ سارے ہی بنچوں پر بیٹھیں۔ تو یہ اچھی بات ہے۔ لیکن اگر ہمارے ذہن میں یہ ہو۔ کہ کرسیاں تو ہیں۔ اور ہم مہیا کر سکتے ہیں۔ پھر بعض کو کرسیاں دیں اور بعض کو بنچ۔ تو یہ بہت نامناسب بات ہوگی۔ جس حد تک ممکن ہو۔ اگر ہم کوشش کریں۔ اور پھر اگر لوگ زیادہ آجائیں۔ اور کسی کو جگہ نہ مل سکے۔ اور وہ زمین پر بیٹھ جائے تو یہ قربانی ہے۔ لیکن جس چیز کو میں نے ناپسند کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ بچے اس احساس کے ساتھ بیٹھیں۔ کہ ہمارے لئے مدنظر ہی یہ رکھا گیا ہے۔ کہ ہم زمین پر بیٹھیں۔ کام کے لحاظ سے تو میں اس بات کو پسند کرتا ہوں۔ اور میری دیرینہ خواہش ہے۔ کہ جہاں مہمان خانہ بنانے کی تجویز ہے۔ اور جہاں بھرتی پڑتی ہے۔ وہاں اپنے ہاتھ سے بھرتی ڈالیں۔ تا ہاتھ سے کام کرنے کی روح ہم میں قائم رہے۔ اور

قومی امور میں اعزاز

کا خیال ہمارے رستہ میں حائل نہ ہو ؛

میں یہ تو نہیں کہہ سکتا۔ کہ ہمارے مدارس میں جو زبانیں پڑھائی جاتی ہیں۔ ان میں ایڈریس نہ دئے جائیں۔ نہ میں یہ کہتا ہوں۔ کہ عربی یا انگریزی میں لیکچر نہ ہوں۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گا۔ کہ اگر ایک

مفید چیز

کا کچھ حصہ ضائع ہو جائے۔ تو یہ امر تکلیف دہ ضرور ہے۔ ہماری مجالس عام طور پر

مشترکہ مجالس

ہوتی ہیں۔ جن میں سب قسم کے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ پس اس وجہ سے یہ امر قابل افسوس ضرور ہوتا ہے۔ اگر ہم اس چیز کو جس سے زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ محدود کرکے اس کے دائرہ کو تنگ کر دیں درد صاحب نے اپنی تقریر میں

اپنے تجربہ کا ایک واقعہ

بیان کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ اس میں دو باتیں نہایت لطیف ہیں۔ جن کا سمجھنا دوسروں کے لئے بھی بہت مفید ہو سکتا ہے۔ ان کے علاوہ اور باتیں بھی ہیں۔ جو سبق آموز ہیں۔ لیکن دو تو بہت ہی ضروری ہیں۔ میں نے انہیں ہدایت کی تھی۔ کہ وہ اپنے ہمسایوں کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ آتے وقت میں نے انہیں کچھ ہدایتیں لکھ کر دی تھیں۔ جن میں خصوصیت سے

ہمسایوں سے تعلقات

قائم کرنے کی تلقین کی تھی۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں۔ اس کے بغیر کوئی مشن کامیاب نہیں ہو سکتا۔ میں نے دیکھا۔ کہ ہمارے مبلغین ہمسایوں سے قطعاً ناواقف تھے۔ اور میرے پوچھنے پر انہوں نے جواب دیا کہ لوگ ملنا پسند نہیں کرتے۔ لیکن میں نے انہیں بتایا۔ کہ دنیا میں ایسا کوئی کام نہیں۔ جس میں کچھ لوگ ایسے نہ مل جائیں جنہیں اس کام کی Hobby یا سودا نہ ہو۔ پس ایک مبلغ کی

کامیابی کا یہ معیار

ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ اپنے اردگرد چند ایسے لوگ جمع کرلے۔ جنہیں مذہبی بحثیں کرنے کا سودا ہو۔ اور ایسے لوگوں کو تلاش کر لینا کوئی کامیابی نہیں سمجھی جا سکتی۔ یہ محض وقت گذارنا ہے۔ ایسے لوگوں کو جمع کر لینے سے کوئی شخص مبلغ کو کامیاب نہیں کہہ سکتا۔ لیکن اگر کوئی مبلغ اپنے ہمسایوں سے تعلقات پیدا کر لیتا ہے۔ تو کوئی یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس نے صرف مذہبی Hobby والوں کو اپنے اردگرد جمع کر لیا ہے۔ پس مبلغ کی لیاقت اور قابلیت اسی میں ہے۔ کہ وہ ایسے لوگوں سے تعلقات بڑھائے۔ جن کے متعلق یہ خیال بھی نہ ہو۔ کہ انہیں مذہبی امور سے کوئی دلچسپی ہے۔ اور یہی اس کی کامیابی سمجھی جا سکتی ہے۔ دوسرے اس میں یہ ایک خطرناک نقص تھا۔ کہ اگر کوئی شخص ہمسایہ میں رہے۔ اور اس کے حالات سے لوگ واقف نہ ہوں۔ اور ایک دوسرے سے تعلق نہ رکھتے ہوں تو وہ لوگ اسے mysterious سمجھتے ہیں۔ ایک انگریز اگر اپنے انگریز ہمسایہ سے سالہا سال تک پڑوس میں رہنے کے باوجود بھی تعارف پیدا نہ کرے۔ تو وہ ایک دوسرے کو مسٹریس نہیں سمجھیں گے۔ اور اسے

قومی کیریکٹر

سے تعبیر کریں گے۔ لیکن اگر ایک ہندوستانی اپنے ہمسایہ سے تعلق نہ رکھے۔ تو یہ اس کے قومی کیریکٹر پر محمول نہیں کیا جائیگا۔ بلکہ اسے ایک mysterious آدمی سمجھا جائیگا پس اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ بعض اوقات جو لوگ ملاقات کے لئے آتے ہیں۔ وہ صحیح دروازہ پر نہ پہونچنے کے باعث پڑوسیوں سے راستہ دریافت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اور وہ پڑوسی چونکہ انہیں mysterious سمجھتے ہیں۔ اس لئے اگرچہ وہ زبان سے کوئی بات نہ بھی کہیں۔ پھر بھی آنکھوں ہی آنکھوں میں یا اپنے لہجہ سے ہی ملنے والے کے دل میں شکوک پیدا کر دیتے ہیں۔ اور ملنے والا یہ سمجھتا ہے۔ کہ کوئی نہ کوئی بات ضرور ہے۔ جسے ہمسایہ چھپاتا ہے۔ اور بہت سے لوگ مشن میں آنے سے پہلے ہی متعصب ہو جاتے ہیں۔ سید محمود اللہ شاہ صاحب نے مجھے بتایا۔ کہ میں نے ایک دفعہ ایک میم سے مشن کے مکان کا راستہ پوچھا۔ وہ کہنے لگی۔ کہ کیا تم وہاں جانا چاہتے ہو۔ اور میری طرف سے ہاں پر اس نے کہا you seem to be a gentleman اس سے اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ وہاں کوئی جینٹلمین نہیں جاتا۔ یہ اس نے محض اس وجہ سے کہا۔ کہ وہاں غیر قوم کے لوگ رہتے ہیں۔ ہمیں معلوم نہیں۔ وہ کون ہیں۔ اور کیسے ہیں۔ تو اس وجہ سے میں نے مبلغین کو ہدایت کی تھی۔ کہ ان کا پہلا فرض یہ ہونا چاہیے۔ کہ وہ ہمسایوں سے تعلقات پیدا کریں وہ اگر نہ بھی ملیں۔ تو یہ ضرور کوشش کرتے رہیں۔ اور اس کوشش سے بھی اتنا فائدہ ضرور ہوگا۔ کہ اگر وہ ملاقات نہ بھی کرینگے تو کم از کم mysterious بھی نہیں کہینگے۔ بلکہ کہیں گے کہ اس نے تو call کیا تھا۔ مگر ہم خود ہی نہیں مل سکے۔ اور اس طرح وہ ملاقات کے لئے آنیوالوں پر برا اثر نہیں ڈال سکیں گے بلکہ اگر شریف ہوں گے۔ تو اخلاق کی تعریف کرینگے۔ اور اس طرح آنے والے کے دل سے تعصب نکل جائیگا۔ اور مبلغ کے کام میں آسانی ہو جائیگی۔ درد صاحب نے وہ طریق بیان کیا ہے۔ کہ کس طرح انہوں نے ہمسایوں پر اثر ڈالا۔ یہ اپنی ذات میں ایک لطیفہ بھی ہے۔ اور مبلغین اس سے بہت فائدہ بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن ایک اور فائدہ جو سکول میں اس سے حاصل کرنا چاہیے۔ وہ یہ ہے۔ کہ درد صاحب نے اپنا تجربہ بیان کیا ہے۔ کہ جو دل ایک

بند قلعے

کی طرح تھے۔ جس میں کسی طریق سے ان کا داخلہ ممکن نظر نہیں آتا تھا۔ جس کے لئے تمام کوششیں ناکام رہیں۔ جہاں تمام دعوتیں اور دیگر باتیں فضول ثابت ہوئیں۔ ان میں وہ

بچوں کے ذریعہ

داخل ہو گئے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ ماں باپ کے قلوب میں گھر کرنے کا آسان ذریعہ ان کے بچوں پر فتح پانا ہے۔ یہ ایک اتفاق تھا۔ یا یوں سمجھ لو۔ کہ اللہ تعالے نے ان کی دعاؤں کو سنا۔ کہ کچھ لڑکے سٹیمپ لینے کی خاطر ان کے پاس آگئے۔ ممکن ہے۔ وہ انہیں بنگال کا جادوگر ہی سمجھتے ہوں۔ اور ان کا خیال ہو۔ کہ یہ ہمیں اپنے magic wand سے دور دراز ممالک کے سٹیمپ منگوا دیگا۔ اور اس وجہ سے وہ ان کے پاس آگئے۔ پھر درد صاحب نے ان دو بچوں کے ذریعہ ان کے ماں باپ کے قلوب پر فتح پائی۔ تو

سکول کا انچارج

جس کے پاس سینکڑوں Kiddys (بچے) ہوتے ہیں ان کے ذریعہ سے وہ کتنے لوگوں کے قلوب کو فتح کر سکتے ہیں۔ جب درد صاحب نے دو بچوں کے ذریعہ محلہ کے بند دروازوں کو اپنے لئے کھلوا لیا۔ اور ایسی قوم کے کئی گھروں کو مسخر کر لیا۔ جو علیحدہ رہنے والی ہے۔ تو جس کے پاس ۵۰۰ دروازے ہوں۔ وہ کتنے گھروں میں داخل ہو سکتا ہے۔ مگر قابل غور امر یہ ہے۔ کہ کیا ہم ان دروازوں سے وہی کام لیتے ہیں۔ کیا ہم ان کے

والدین کے قلوب

کو مسخر کرتے ہیں۔ کیا ہزاروں گھر ایسے نہیں۔ جن میں ہمارے لئے محبت کے جذبات پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور کئی کھڑکیاں ہمارے لئے ایسی کھل سکتی ہیں۔ جن سے سرد ہوائیں آئیں۔ مگر غلط طریق کے باعث بجائے محبت کے جذبات کے انہیں کھڑکیوں سے ہمارے لئے دوزخ کی لوئیں آتی ہیں۔ اگر ایسا ہی ہے۔ تو ہم ایک بہترین چیز سے بدترین کام لے رہے ہیں۔ درد صاحب کا تجربہ ہے کہ والدین کے قلوب فتح کرنے کا ذریعہ بچے ہیں۔ پس اس وجہ سے میں اساتذہ کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ہر بچہ ایک کھڑکی ہے۔ جس سے تم اپنے

خلوص رکھنے والے دل

ملک میں مہیا کر سکتے ہو۔ اس موقعہ کو ضائع کرکے اگر آپ بجائے محبت کے نفرت کے جذبات پیدا کرنے کا موجب ہوں۔ تو یہ ناشکری ہوگی۔ اساتذہ کو چاہیے۔ کہ اس سے سبق حاصل کریں۔ اور بچوں سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ بہترین طریق کسی کے دل کو مسخر کرنے کا اس کے بچے سے نیک سلوک ہے۔ ریل میں دیکھو۔ جب کمرے میں جگہ نہیں ہوتی۔ اور ہر نئے آنے والے کو لوگ داخل ہونے سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس وقت اگر کسی کے بچے سے ذرا سا بھی پیار کر دیا جائے تو وہ فوراً سکڑ کر بیٹھنے کے لئے جگہ بنا دیگا۔ بچوں سے عام ہمدردی نہ ہونے کا ایک خطرناک نتیجہ یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ سزا دینی مشکل ہو جاتی ہے۔ حالانکہ یہ

نہایت ضروری چیز

ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے۔ وہ شخص مامور ہونے کے قابل ہی نہیں۔ جو

سخت سے سخت سزا

دینے کی اہلیت نہ رکھتا ہو۔ تو عام ہمدردی نہ ہونے کے باعث بچوں کو سزا دینی بھی مشکل ہو جاتی ہے۔ اگر ننانوے بچے ایسے ہوں۔ کہ وہ استاد کو اپنا ہمدرد سمجھتے ہوں۔ تو ایک کو سزا دینے پر کوئی نہیں کہیگا۔ کہ یہ بغض یا کینہ سے دی گئی ہے۔ لیکن جب عام ہمدردی نہ ہو تو اگر شریر سے شریر کو بھی سزا دی جائیگی۔ پھر بھی لوگ چلا اٹھیں گے۔ کہ یہ بغض اور کینہ سے دی گئی ہے۔ اور جو قوم

سزا دینے کی قابلیت

نہیں رکھتی۔ وہ آج نہیں تو کل ضرور گریگی۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ ابھی اس طرف...

دوسری بات۔ جو میرے نزدیک لطیف ہے۔ یہ ہے۔ کہ

طالب علم کی حفاظت

کے لئے ہم اس کے کھیلوں کے اوقات میں اس کی حفاظت کریں۔ موجودہ طریق تعلیم میں اس پر خاص زور نہیں دیا جاتا۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ نگرانی کی ضرورت اسی وقت زیادہ ہوتی ہے۔ جب ہم بچہ کے پاس نہ ہوں یا نہ ہو سکتے ہوں۔ اور یہ امر بھی بہت ضروری ہے۔ کہ کچھ عرصہ کے لئے بچہ کو اپنے سے جدا کیا جائے۔ اگر ہر وقت ہم اسے اپنی نظروں کے سامنے ہی رکھیں۔ تو اس کی صحت خراب ہو جائے گی۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ کچھ عرصہ کے لئے اسے علیحدہ کیا جائے۔ تا اس میں

اپنی ذات پر اعتماد

کرنے کی اہلیت پیدا ہو۔ اور اس میں وہ مادہ پیدا ہو جس کے تحت انسان سختی نرمی برداشت کر سکتا ہے۔ یہ مادہ بغیر جدا کرنے کے پیدا نہیں ہو سکتا۔ بڑی نگرانی کی ضرورت یہ ہے۔ کہ ہم اس کے فارغ اوقات میں اس کی نگرانی کریں۔ درد صاحب نے اس کے لئے ایک طریق بتایا ہے۔ کہ انہیں کوئی ایسا سودا لگا دیا جائے۔ جس میں وہ مشغول رہ سکیں۔ کیونکہ جب کوئی شغل نہ ہو۔ تو بچے آوارہ ہو جاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں اسی وجہ

نوّے فیصدی لوگ آوارہ

ہوتے ہیں۔ یہ میرا تجربہ ہے۔ اور آوارگی یہی ہے۔ کہ فضول باتوں میں وقت ضائع کیا جائے۔ ہماری قوم میں یہ ایک رواج ہے۔ کہ بے فائدہ باتوں میں وقت ضائع کیا جاتا ہے۔ گویا

وقت کا قتل

کرنا ہماری گھٹی میں ہے۔ گھنٹوں بیٹھے ادھر ادھر کی فضول باتیں کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے۔ کہ بچوں کی تربیت ایسے طریق پر کی جائے۔ کہ وہ

فارغ رہتے ہوئے بھی مشغول

رہیں۔ یورپ میں یہ بات ہے۔ وہاں بچوں کو ایسی عادات ڈالی جاتی ہیں۔ کہ وہ فارغ رہتے ہوئے بھی مشغول رہتے ہیں۔ انہیں تیتریوں کے پکڑنے کا شوق لگا دیا جاتا ہے۔ جن میں سے اکثر بہت خوبصورت ہوتی ہیں۔ اور بچے چھینکے لئے انہیں پکڑتے پھرتے ہیں۔ اس طرح وہ دوڑنے کودنے میں مشغول رہتے ہیں۔ یہ عادت نہایت مفید ہے اور اس کا بچوں میں پیدا کرنا اچھا ہے۔ درد صاحب نے فوٹو لینے کا بھی ذکر کیا ہے۔ مگر میں اس کی تائید نہیں کرتا۔ کیونکہ اس میں خرچ ہوتا ہے۔ اور ہمارا ملک بہت غریب ہے۔ ہاں ڈرائینگ اور پینٹنگ میں کوئی ہرج نہیں۔ کیونکہ اس میں چند پیسے ہی خرچ ہوتے ہیں سٹیمپ جمع کرنا بھی اچھا ہے۔ غرضیکہ کوئی [illegible] ہونی چاہئے۔ جس میں بچے مشغول رہیں۔ لیکن اس میں ایک اور بات بھی قابل غور ہے۔ ان باتوں کے لئے بھی ساتھیوں کی ضرورت ہوتی ہے اور اس میں یہ مشکل ہے کہ اچھے ساتھیوں کا ملنا مشکل ہوتا ہے۔ کیونکہ یہاں اکثر بچے خراب ہوتے ہیں۔ اس لئے سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ ماں باپ بچوں کے لئے

دوست خود تجویز کریں

اور اگر توجہ کی جائے۔ تو یہ کوئی مشکل امر نہیں ہے۔ اس طرح دوستوں کے دائرہ کو تنگ کیا جا سکتا ہے۔ بچوں کو کہدیا جائے۔ کہ تمہیں فلاں بچوں سے ہی کھیل کود کی اجازت ہے۔ ان سے خواہ لڑو۔ جھگڑو۔ مگر ان کے سوا کسی سے تمہیں ملنے کی اجازت نہیں۔ اگر یہ نگرانی کی جائے تو بہت مفید ہو سکتا ہے۔ اور اس کی زیادہ ضرورت صرف

ایک نسل

تک رہے گی۔ اس کے بعد خود بخود بچوں کی اصلاح ہو جائے گی۔

دوسری بہترین [illegible] نماز ہے۔ اگر ماں باپ اس امر کا لحاظ رکھیں۔ کہ بچہ نماز میں ضرور حاضر ہو۔ تو اس سے بھی بہت کچھ اصلاح ہو سکتی ہے۔ ہم نے تو جو کچھ سیکھا مسجدوں میں ہی سیکھا ہے۔ مسجدوں میں جاتے تھے۔ تو ہمارے کان میں یہ آوازیں پڑتی تھیں۔ کہ اسلام پر یہ مصیبت ہے۔ اور اس وجہ سے سب لوگ ملول نظر آتے تھے۔ ہم بھی اس نظارہ سے متاثر ہوتے تھے۔ اور اس کا ایک نشان ہمارے دل پر نقش ہو جاتا تھا۔ اور دل میں خواہش پیدا ہوتی تھی۔ کہ ہم بھی اسلام کی کوئی خدمت کریں۔ اور اس مصیبت سے اسے نجات دلانے کی کوشش کریں۔ پھر کبھی دیکھتے تھے۔ لوگ ہنس رہے ہیں۔ اور خوش ہو رہے ہیں۔ کیونکہ

اسلام کی فتح

ہوئی ہے۔ یا کوئی معجزہ یا نشان ظاہر ہوا ہے۔ اس پر ہمارے دل میں بھی یہ احساس ہوتا تھا۔ کہ یہ بھی کوئی لذت اٹھانے والی چیز ہے تو بچوں کو اپنے ساتھ

مساجد میں لانا

بہت ضروری بات ہے۔ وہ وہاں آ کر بے شک کھیلیں۔ کودیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ صوفی مزاج اس پر بُرا بھی منائیں گے۔ لیکن اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ لیکن بچہ سے بھی میری مراد

پیشاب کرنے والا بچہ

نہیں۔ بلکہ وہ بچہ ہے۔ جس میں تمیز کا مادہ پیدا ہو چکا ہو۔ اور وہ یہ سمجھ سکے۔ کہ نماز میں شامل ہونا چاہئے۔ ایسے ہی بچوں کو ساتھ لانا چاہئے۔ اس طرح بھی ان کا بہت سا وقت گذر جائے گا۔ یہ چیزیں ہیں۔ جن سے بچوں کی عمدہ تربیت ہو سکتی ہے۔ نماز بھی ان کے لئے [illegible] ہی ہے۔ کیونکہ اس سے انہیں کچھ فائدہ نہیں پہونچ سکتا وہ بے شک اپنے ہمجولیوں سے باتیں کریں۔ مگر نماز شروع ہو۔ تو اس میں شامل ہو جائیں۔ اسی لئے شریعت کا حکم ہے۔ کہ بچوں کو پیچھے بٹھاؤ وہ بے شک آپس میں باتیں کریں۔ اور کھیلیں۔ لیکن نماز میں ضرور شامل ہوں۔ اس سے لازماً ان کے

قلوب پر اثر

پڑیگا۔ جب تک بچوں کی تربیت کے لئے ایسے ذرائع اختیار نہیں کریں گے۔ آئندہ نسلیں خراب عادات یا ناقص تربیت کے خطرہ سے بچ نہیں سکتیں۔ پس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ بچوں کے لئے دوستوں کے انتخاب کا خاص خیال رکھیں۔ اور انہیں

نماز کی ہابی

لگائیں۔ کہ یہ بہترین ہابی ہے۔

یتامیٰ ومساکین کے متعلق قابلِ توجہ

اعلان

جیسا کہ اکثر احباب کو معلوم ہے۔ ناظر ضیافت کے ماتحت ایک شاخ دارالشیوخ بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان نے قائم کی ہوئی ہے جس کے ذریعہ بیواؤں۔ یتامیٰ۔ مساکین۔ معذوروں اور غریب بوڑھوں کے طعام و قیام اور دیگر ضروریات کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اب چونکہ موسم سرما آگیا ہے۔ اور سب لوگوں نے گرم پارچات اور گرم بستروں کا استعمال شروع کر دیا ہے۔ اس لئے دارالشیوخ کے غرباء۔ یتیموں اور مسکینوں کو بھی ان اشیاء کی ضرورت ہے۔ گو بہت سے احباب اپنے مستعمل کپڑے اور بستر غرباء کے لئے جلسہ کے موقع پر ہمراہ لایا کرتے ہیں۔ مگر جلسہ نصف سرما کے گذرنے پر ہوتا ہے۔ اس لئے اصل فائدہ ان کپڑوں کا نہیں پہونچتا۔ جو پہونچنا چاہیئے۔ کیونکہ سردی ماہ اکتوبر کے آخر سے چمکنے لگتی ہے۔ اور دو ماہ کے بعد آنے والے موہوم کپڑوں کی امید پر دو ماہ گذارنا یتیموں اور مسکینوں کی برداشت سے باہر ہے۔ پس میں اس اعلان کے ذریعہ تمام احمدی احباب اور ان کی مستورات اور بچوں کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ اس طرف توجہ فرمائیں۔ اور دارالشیوخ کے غرباء کے لئے ہر قسم کے کپڑے اور بوٹ اور جوتیاں ارسال فرمائیں۔ خواہ کسی آنے والے کے ہاتھ خواہ بذریعہ بلٹی۔ اور اس خدمت کو اللہ تعالےٰ کا ایک فضل اپنے اوپر سمجھیں۔ ہماری احمدی مستورات اپنے بچوں کی طرف دیکھیں۔ اور سوچیں۔ کہ ان کے بچوں کے ہم عمر نازک اور کمزور بچے جو خدا کی کسی حکمت اور مصلحت سے یتیم ہو چکے ہیں۔ کپڑوں کے محتاج ہیں وہ رات کو بستر کے بغیر اور دن کو کپڑوں کے بغیر بہت تکلیف اٹھاتے ہیں پس وہ ایثار کریں۔ اور جہاں وہ اپنے بچوں کے لئے نئے اور متعدد کپڑے بناتے ہیں۔ وہاں ان کے صدقے میں غریب یتیم بچوں کے لئے مستعمل کپڑے ہی روانہ فرمائیں۔ میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی قوم کو اس بارہ میں زیادہ زور سے کچھ کہنا لقمان کو حکمت سکھاتا ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

سید محمد اسحق ناظر ضیافت قادیان

کوئی صاحب پتہ بتائیں

حضرت شاہزادہ عبدالمجید صاحب مرحوم لدھیانوی مبلغ ایران جو گذشتہ ماہ فروری میں وہیں فوت ہو چکے ہوئے ہیں۔ ان کے صاحبزادے کس جگہ پر ہیں۔ ان کے غالباً دو یا تین صاحبزادے تھے۔ اگر کسی احمدی بھائی کو ان کا پتہ معلوم ہو۔ تو دفتر امور عامہ میں اطلاع بھیجدیں۔ اگر یہ اعلان صاحبزادگان مذکور کی نظر سے گذرے۔ تو خود ہمیں اپنا پتہ تحریر فرمائیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

خطاب بہ حضرات غیر مُبائعین

از ایم ۔ اے شنو گرز من نشتوی

سلسلہ عالیہ احمدیہ میں کس نے پھوٹ ڈالی۔ جماعت احمدیہ کس کے ہاتھوں تفرقہ کا شکار ہوئی۔ اس مرکز سے جسے خدا کے مسیح نے صدر انجمن احمدیہ کا دائمی ہیڈ کوارٹر یعنی صدر مقام قرار دیا۔ کس نے علیحدگی اختیار کی۔ اس انجمن سے جس کی بنیاد خدا کے مقدس فرستادہ کے ہاتھوں ڈالی گئی۔ کس نے انحراف کیا۔ خدا کے مامور کی اس آخری وصیت کو کہ "جب تک کوئی خدا سے رُوح القدس پاکر کھڑا نہ ہو۔ سب میرے بعد مل کر کام کرو" (رسالہ الوصیت صفحہ ۷) کس نے پامال کیا؟ اور خدا کے مسیح کی اس تجویز کو کہ " وہ روپیہ اس انجمن کو دیا جائے جس کا ہیڈ کوارٹر یعنی مرکز مقامی قادیان ہوگا" اور کہ " یہ ضروری ہوگا۔ کہ مقام انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے۔ کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے" (الوصیت صفحہ ۲۵) کس نے نفرت سے ٹھکرایا۔ اور جس عمارت کی بنیاد حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء نے اپنے مبارک ہاتھوں قادیان میں رکھی۔ اس کے انہدام کی سعی ناکام کس نے کی؟ یہ ایک ایسا سوال ہے۔ جو سلسلہ کے لئے سچی تڑپ رکھنے والے احمدی کے دل و دماغ میں ہر وقت مستحضر رہنا چاہیئے۔ مگر یہ کوئی مخفی بھید نہیں۔ کوئی سربستہ راز نہیں کوئی لاینحل معمہ نہیں۔ بلکہ یہ بیّن واقعات ہیں۔ جو روشن حروف میں صفحۂ عالم پر نمایاں ہیں۔ ہر ایک ذی عقل جانتا ہے۔ کہ بانئے سلسلہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے وصال کے چھ سال بعد خلافت نور الدین (اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ) کے اختتام پر چند اشخاص نے دارالامان قادیان کو چھوڑ لاہور میں ایک علیٰحدہ مرکز بنایا۔ اور جس عمارت کی بنیاد خدا کے مسیح نے قادیان میں رکھی تھی۔ اپنی طرف سے اسے گرا کر لاہور میں ایک نئی عمارت کا کام شروع کیا۔ وہ کون لوگ تھے؟ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ خود ان کے لیڈر مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے نے کچھ عرصہ ہوا۔ ایک خطبہ میں فخریہ اعلان کیا کہ اس کام میں گو تم سب نے ہاتھ بٹایا۔ لیکن ابتداء میں نے کی۔ اور تم نے میری تقلید کی۔ اور آج پھر وہ اپنے ایک خطبہ میں بڑے زور سے کہتے ہیں:۔

"اختلاف ہو جانے پر پھر ایک عمارت تم نے بنانی شروع کی اس وقت تمہارے پاس کوئی آدمی نہ تھے۔ کوئی سامان نہیں تھا۔ **چند پراگندہ لوگ تھے** ...... لیکن تم لوگوں نے زور لگایا ...... اللہ کا فضل بھی کوشش پر نازل ہوتا ہے۔ تم نے کوشش کی۔ اس نے اپنے فضل سے تمہاری مدد کی۔ اور تمہاری کوششوں کو کامیاب کیا"

یہ کامیابی کیا تھی؟ یہی کہ خدا کی قائم کردہ جماعت کے مرکز قادیان کے مقابلہ پر لاہور میں ایک مرکز بنایا گیا۔ اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بنا کردہ جماعت میں خانہ جنگی کی ایسی بنیاد رکھ دی گئی جس کا اختتام تا قیامت شاید ہی ہو۔ لیکن اسی خطبہ میں جو ۵ر اکتوبر ۱۹۲۸ء کا خطبہ ہے۔ مولوی محمد علی صاحب ایم اے فرماتے ہیں:۔

"اس وقت میں ان آیات میں سے صرف ایک فقرے کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ لاتکونوا کالتی نقضت غزلھا من بعد قوۃ انکاثا۔ اپنے کاتے ہوئے سوت کو جو بڑی محنت سے تم نے کاتا ہے۔ ٹکڑے ٹکڑے نہ کرو۔

آج کل تو گاندھی جی کے چرخے نے اس مثال کو بہت وزنی اور قیمتی بنا دیا ہے۔ اور فی الحقیقت اس سے بڑھ کر قیمتی اور وزنی اور کوئی مثال ہو بھی نہیں سکتی۔ کون عورت ہے؟ جو یہ چاہتی ہے۔ کہ جس سوت کو اس نے بڑی محنت اور مشقت سے کاتا ہے۔ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ لیکن قوموں کے اندر ایسے وقت آجاتے ہیں۔ کہ ایک جماعت بڑی محنت کے ساتھ ایک کام کرتی ہے۔ پھر اسے اپنے ہاتھوں سے برباد کر لیتی ہے۔ آپ لوگوں کو معلوم ہے۔ کہ کسی عمارت کا بنانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اور اس کا گرانا بہت آسان۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک قوم بڑی محنت سے ایک عمارت کھڑی کرتی ہے۔ لیکن پھر ایسا وقت اس پر آتا ہے۔ کہ خود اسی قوم کے کسی فرد کے ہاتھوں وہ عمارت گر جاتی ہے۔

اسلام پر ایسے وقت آئے۔ جب چند شریر آدمیوں کے منصوبے سے بڑے بڑے نقصانات مسلمانوں کو اٹھانے پڑے مثلاً حضرت عثمان کا قتل صرف چند شریر آدمیوں کے منصوبوں کا نتیجہ تھا۔ انھوں نے فتنے کا دروازہ کھولا۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ اسلام کی وہ سلطنت جو چاروں طرف پھیل رہی تھی۔ اور ممکن تھا کہ اس کا احاطہ بہت جلد تمام دنیا پر وسیع ہو جاتا۔ وہ بہت حد تک رک گئی۔

وہ تو بڑا عظیم الشان کام تھا۔ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ نے دنیا میں کیا۔ تم جو کچھ کر رہے ہو۔ اس کو تو کوئی نسبت ہی اس سے نہیں ہو سکتی۔ بہت چھوٹے پیمانہ پر یہ کام ہے۔ جس کی بنیاد در اصل اس شخص کے ہاتھ پر رکھی گئی۔ جو مجدد ہو کر آیا اس کے ہاتھ پر تم نے قسمیں کھائیں۔ وقد جعلتم اللّٰہ علیکم کفیلا۔ اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر تم نے اقرار کیا۔ کہ دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ اس عہد کو پورا کرنے کے لئے کچھ تھوڑا بہت کام تم نے کیا۔ اس کے بعد اختلاف ہو جانے پر پھر ایک عمارت تم نے بنانی شروع کی" (پیغام صلح ۱۶ر اکتوبر)

ہمارے غیر مبایع دوست مولوی صاحب کے اس خطبہ کو اگر بنظر غور دیکھیں۔ تو یقیناً یہ ان کی رہنمائی کا باعث ہوگا۔ وہ خوب سمجھ سکیں گے۔ کہ فی الحقیقت ایک جماعت کا بنانا بہت دشوار کام ہے۔ لیکن اس کا گرانا آسان ہے۔ اور کہ اسی اساس کو مدنظر رکھتے ہوئے چند لوگوں نے اور بقول مولوی محمد علی صاحب چند شریروں نے خلافت پر جو جماعت کے اتحاد کا واحد ذریعہ تھا۔ ناجائز حملہ کر کے جماعت کے شیرازہ کو درہم برہم کر دینا چاہا۔ لیکن جیسا کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے۔ کہ " ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے ...... تب خدا تعالےٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو آخیر تک صبر کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ کے وقت میں ہوا" (رسالہ الوصیت صفحہ ۸) اسی نے اپنی سنت کے مطابق اپنے فرستادہ کی جماعت کو اس کٹھن مرحلہ میں حضرت الوالعزم **بشیر الدین محمود احمد** کو کھڑا کر کے سنبھال لیا۔ ابتداء میں اگرچہ "چند پراگندہ لوگ" دشمن کے پھندہ میں پھنس گئے۔ لیکن جوں جوں ان کو غور کرنے کا موقعہ ملا۔ وہ نکل نکل کر لوائے احمدؐ کے نیچے جمع ہوتے گئے۔ اور ہو رہے ہیں۔ اس ہفتہ میں بھی پشاور میں مثل سابق متعدد غیر مبایع دوستوں نے جن میں سے **جناب میاں شہاب الدین صاحب** کاکاخیل و **جناب میاں احزاب گل صاحب** کاکاخیل۔ و مکرمی **جناب مرزا نصرت علی صاحب پنشنر** قابل ذکر ہیں۔ جناب ایم۔ اے صاحب سے علیحدگی کا اظہار کر کے دامن خلافت حقہ سے پیوستگی کا اعلان کیا۔ اللھم زد فزد

ہم امید کرتے ہیں۔ کہ باقی دوست بھی گذشتہ چودہ سالہ زندگی پر غور فرمائیں گے۔ کہ وہ کن باتوں میں عمر گراں مایہ ضائع کر چکے ہیں۔ اگر وہ ایسا کریں۔ تو یقیناً تمام نفسانی قیود کو توڑ پھوڑ کر پھر اسی مقام کی طرف پروانہ وار دوڑتے آئیں گے جس کو ان کے پیارے امام **احمدؑ آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام** نے ان کے لئے مرکز مقرر فرمایا تھا۔ وما علینا الا البلاغ

خاکسار عبد المجید احمدی شہر پشاور

غیر مبائعین سے علیحدگی

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب "الفضل" السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذارش ہے۔ کہ از راہ نوازش مندرجہ ذیل سطور اپنے مشہور جریدہ میں شائع فرما کر مشکور فرمائیں:۔ " میں جہلم کا باشندہ ہوں۔ اور گذشتہ جولائی میں نے مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ لیکن اب مجھے اچھی طرح تحقیق کرنے پر معلوم ہوا ہے۔ کہ ان کے عقائد باطل ہیں۔ لہٰذا میں فسخ بیعت کا اعلان کرتا ہوں۔ اور اپنے آپ کو مولوی صاحب مذکور کی جماعت میں شامل نہیں کرتا" خاکسار عبد المالک۔ معرفت راجپوت سائیکل ورکس نیلہ گنبد انارکلی لاہور

زمیندار کے فکاہات

(۱)

منارۃ المسیح پر زمیندار کے اعتراض کا جواب

۱۱ر اکتوبر کے زمیندار میں فکاہات کی سرخی کے ماتحت زمیندار نے منارۃ المسیح اور بہشتی مقبرہ پر اپنی طبیعت اپنے علم اور اپنے رنگ کے مطابق اعتراض شائع کیا ہے۔ حشو و زوائد کو الگ کرکے دیکھا جائے تو یہی تین اعتراض ہیں جو پیش کئے گئے ہیں۔ چونکہ ان دونوں امور کو اسلام کے خلاف قرار دیکر اعتراض کی صورت میں دکھلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جس کے پڑھنے سے ممکن ہے۔ کسی کے دل میں شبہ پیدا ہو اور ایک محقق کے دل کے اندر اس شبہ کے ازالہ کے لئے جواب کی خواہش ہو۔ اس لئے ہمارا فرض ہے۔ کہ ایسے طالبان حق کی خاطر جواباً کچھ عرض کریں وما توفیقی الا باللہ المعین۔ وبہ نستعین

منارۃ المسیح کے متعلق جو امور بطور اعتراض پیش کئے گئے ہیں۔ وہ زمیندار ہی کے الفاظ میں حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ اس مضمون کی ایک حدیث موجود تھی۔ کہ حضرت عیسیٰ منارۃ البیضاء پر نزول فرمائیں گے۔ اور قادیان میں مینارہ تو ایک طرف کہیں ٹیلے کا نام بھی نہ تھا۔ ورنہ تاویل سے اسی کو منارہ ثابت کرلیا جاتا۔ اس لئے تو قادیان میں ایک مینارہ بنانے کی ٹھہری۔

۲۔ اس کی تعمیر کے مصارف کے لئے اپیل کی گئی۔ اندھے مقلدوں نے مکانات اور زمینیں کوڑیوں کے مول بیچکر مطلوبہ رقم پوری کی۔

۳۔ کسی کو یہ خیال نہ آیا۔ کہ اگر پیشگوئی کو پورا کرنا ہی مطلوب تھا۔ تو مرزا صاحب کے ادعائے مسیحیت و نبوت سے پہلے اس منارہ کی تکمیل ہونی چاہیئے تھی۔ نہ کہ ان کی وفات کے بعد۔

زمیندار نے فکاہات کے شروع میں لکھا ہے۔ کہ جوں جوں ملک آفتاب علم کی ضیا پاشیوں سے مستنیر ہو رہا ہے۔ اور جہالت کی تاریکی دور ہو رہی ہے۔ ان نقلی اور بناوٹی صوفیہ و مشائخ کا اقتدار بھی کم ہو رہا ہے۔ جن کا کام رشد و ہدایت کی بجائے جلب زر اور جو ہر اس مرید کو جنت کا پروانہ لکھکر دینے کے لئے طیار رہیں۔"

زمیندار اگر اپنے انہی الفاظ پر غور کر لیتا۔ اور ان پر نظر ثانی ہی کر لیتا تو اس کی فطرت اور ذوق سلیم اس کی راہنمائی کے لئے کافی تھا۔ میں زمیندار کو اس کے ان ابتدائی فقرات کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ بتائے۔ موجودہ زمانہ میں آفتاب علم سے مراد آپ کی کس وجود سے ہے اور ملک کا اس کی ضیاء پاشیوں سے مستنیر ہونے کے کیا معنے۔ اور اس آفتاب علم سے جہالت کی تاریکی کا دور ہونا کیا مطلب رکھتا ہے۔ کیا ان الفاظ سے اور ان فقرات سے قدرت کے تصرف عظیم کے ماتحت "حق بر زبان جاری" والی مثال تو زمیندار پر صادق نہیں آگئی۔ اللہ اکبر اللہ اکبر!! خدا تعالےٰ کے کیا ہی عجیب تصرف ہیں۔ کہ زمیندار پر اسی کے قلم کی تحریر سے حجت ملزمہ قاہرہ کا سامان پیدا کردیا۔

اب زمیندار خود اچھی طرح سے سمجھ سکتا ہے۔ کہ جہالت کی تاریکی کا وہی زمانہ ہوتا ہے جس میں نقلی اور بناوٹی صوفیہ اور مشائخ پائے جاتے ہیں۔ اور جن کا کام واقعی رشد و ہدایت کی بجائے جلب زر تک ہی محدود ہوتا ہے۔ اور اس بنا پر ان کا کسی مرید کو جنت کا پروانہ لکھ دینا بھی سراسر بناوٹ اور دھوکہ ہے۔ لیکن وہ جہالت کی تاریکی جو ان نقلی اور بناوٹی صوفیہ اور مشائخ کی وجہ سے زمانہ اور ملک کو تاریک کر رہی تھی۔ واقعی اس کے دور کرنے کے لئے قانون قدرت کے مطابق جو تدارک کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔ وہ بقول آپ کے آفتاب علم ہی ہو سکتا ہے۔ اب آفتاب علم جو خدا کی سنت مستمرہ اور عادت قدیمہ کے ماتحت ہمیشہ سے بروقت ضرورت اور بعد زمانہ ظلمت طلوع کیا کرتا ہے۔ وہ نبوت اور رسالت کے آفتاب کے سوا اور کون ہو سکتا ہے۔ پس اس زمانہ مستمرہ میں اگر آج سیدنا حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و نبی معہود وہ آفتاب علم اس زمانہ کی ظلمت اور تاریکی کے دفعیہ کا موجب نہیں۔ تو پھر آپ ہی بتائیں کہ وہ کون ہے اور کہاں ہے۔ اور اگر ان کے سوا آپ کے نزدیک علی وجہ الحقیقت اور کوئی وجود آفتاب علم ہونے کا مصداق نہ پایا جائے تو بے ساختہ صداقت تو آپ کے منہ سے ظاہر ہو گئی۔ اب آپ کی ظاہر کردہ صداقت کے مطابق میں آپ کو بتاتا ہوں کہ وہ آفتاب علم کہ جس کی ضیا پاشیوں سے ملک مستنیر ہو رہا ہے۔ اور جہالت کی تاریکی دور ہو رہی ہے۔ یہ وہی صاحب منارۃ البیضاء ہے جسے سرور کائنات اور فخر موجودات نے اپنی حدیث لا المھدی الا عیسیٰ کے رو سے مہدی اور مسیح صاحب بالیقین قرار دیا اور جس کی نسبت صحیح مسلم کی ایک ہی حدیث میں چار دفعہ نبی اللہ کا خطاب ذکر کیا۔ اور صحیح بخاری کے الفاظ اوحی الی المشرق بلزوم دفع فتنہ دجال و الفاظ سنن نسائی فی الھند کے رو سے ممالک مشرقیہ سے ارض ہند کو اس کا ظہور گاہ قرار دیا۔ و نعم ما قیل۔

كَانَتْ لِآدَمَ أَرْضُ الْهِنْدِ مُنْهَبِطًا
وَفِيهِ نُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ مَشْغُوْلُ
مِنْ هٰهُنَا مُسْتَبِيْنٌ أَنَّ مَهْدِيَّنَا
مُهَنَّدٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ مَسْلُوْلُ

اور میں آپ کو حلفیہ توثیق کے رو سے یقین دلاتا ہوں۔ کہ وہ صاحب منارۃ البیضاء مع القابہ الاخریٰ و اوصافہ الحسنہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ جو اس تاریک زمانہ میں خدا کی طرف سے آفتاب عالمتاب کی شان ضیا پاشی کے ساتھ ظہور فرما اور مبعوث ہوئے۔ فطوبیٰ للمومنین و تبا للمصدقین۔

پھر آپ کے اعتراض کے فقرہ ۱ میں جو منارہ کے بنائے جانے سے پہلے ٹیلے کے نہ ہونے کا ذکر کیا ہے۔ کہ مینارہ سے پہلے ٹیلے کا نام نہ تھا۔ ورنہ تاویل سے اسی کو منارہ ثابت کرلیا جاتا۔ اس کے متعلق واضح ہو۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منارہ بیضاء کی پیشگوئی فرمائی۔ تو کیا آپ اپنے مزعومہ اعتقاد کے مطابق یہ سمجھتے ہیں۔ کہ دمشق میں اس وقت کوئی منارہ بیضاء موجود تھا۔ جو عیسٰے علیہ السلام کے لئے نزول گاہ مقرر کی گئی اگر موجود تھا۔ تو تاریخی طور پر یا کسی معمولی سے معمولی روائت کا ہی حوالہ پیش کیجئے۔ کہ آنحضرت کے وقت اور آپ کے بیان کے وقت واقعی دمشق میں ایک منارہ بیضاء موجود تھا۔ اور وہی اس وقت سے اب تک بقید وجود موجود ہے۔ اور اگر حوالہ نہ ہو۔ اور جو منارہ بعد میں بنایا گیا۔ اسی کو علامت قرار دیا گیا۔ تو اس کے متعلق آپ بتائیے کہ بعد کے منارہ کا وجود آنحضرت کی کس ہدائت کے مطابق بنایا گیا۔ اور جب قرآن اور حدیث اور عقل سلیم اور نقل صحیح کی بنا پر آپ جیسے نئی روشنی کے فرزند بھی مسئلہ وفات المسیح کے قائل ہو چکے۔ اور حق اور سچ بات بھی آج یہی ثابت ہو چکی۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوسرے انبیاء اور خصوصاً حضرت سید الانبیاء جناب محمد مصطفےٰ صلعم کی طرح دنیا ناپائیدار سے بذریعہ طبعی وفات کے فوت ہو چکے۔ اور قریباً دو ہزار سال کی مدت سے انتقال فرما کر اپنے مولاء حقیقی سے جا ملے۔ تو اس صورت میں آپ کے نزدیک منارہ بیضاء جو حضرت عیسیٰ کے لئے نزول گاہ مقرر کی گئی۔ اس کی مراد اور معنے آپ کے نزدیک کیا ہوئے۔ اگر محکمات کی صورت میں حقیقت ظاہرہ کے طور پر یہ پیشگوئی پوری نہ ہو گی۔ تو پھر آپ کے نزدیک بجز تاویل کے اور کیا چارہ ہے۔ اور اندریں صورت اگر آپ کے نزدیک یہ پیشگوئی تاویل طلب ٹھہری۔ اور مسیح موعود کا نزول بجائے جسمانی نزول کے روحانی قرار پایا۔ تو آپ ہی ہمیں بتائیں۔ کہ اس صورت میں آپ کی منارۃ بیضا سے تاویلاً کیا مراد ہو گی۔ اگر آپ کو منارہ بیضاء کی مراد تاویل کی روشنی میں علم تعبیر سے معلوم ہو یا علم استعارہ اور مجاز کے طریق پر تو جو بھی آپ کو مسلم ہو۔ ہم تسلیم کرلیں گے۔ اور اگر تصویری زبان جس کے ماتحت کعبۃ اللہ کا بیت اللہ ہونا۔ اور حجر اسود اور سعی صفا و مروہ اور عید الاضحی کی قربانیاں وغیرہ وغیرہ احکام عمل میں آرہے ہیں۔ کسی معنے دار و حقیقت پر دال ہیں۔ تو ہم ازیں قبیل منارۃ البیضاء کو بھی سمجھ لیں۔ لیکن تعجب کی بات ہے۔ کہ آپ جیسا نظر باز گو مسجد کے اندر داخل ہونے کا عادی نہ ہو۔ پھر کیا ہر ایک مسجد کے دو منارے جو مسجد کی پیشانی پر نظر آتے ہیں۔ اور شاہی مسجد لاہور کے تو چار منارے آپنے دیکھے ہوں گے۔ اور بار بار اور بتکرار دیکھے ہوں گے۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ مساجد کے ان مناروں کا وجود آنحضرت صلعم کی کس ہدائیت اور سنت کے مطابق ہے۔ کہ آپ نے فرمایا ہو۔ کہ ہر مسجد کے لئے اتنے منارے چاہئیں اور اس شان کے چاہئیں۔ امید ہے کہ آپ نے ان مساجد کے مناروں کے متعلق کبھی نوٹس نہ لیا ہوگا۔ بلکہ قرین الامکان ہے۔ کہ آپ نے کسی معترض کے جواب میں ان مناروں کو بدعات حسنہ قرار دیکر زبان معترض کو بند کرنے کی کوشش کی ہو۔ جب مساجد کے منارے بلا کسی سند کے